دعوتی سوالات

اور میرے جوابات

﴿مصنف﴾

شیخ محمد ریاض موسیٰ ملیباری

﴿مرتب﴾

محمد سلطان رفعت اللہ سعد السلفی

دعوتی سوالات

اور میرے جوابات

﴿مصنف﴾

شیخ محمد ریاض موسیٰ ملیباری

﴿مرتب﴾

محمد سلطان رفعت اللہ سعد السلفی

فہرست

☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمه

نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم امابعد

الحمدللہ میں نے ۱۹۸۰ء سے آج تک دعوتی میدان میں محنت کی ہے اس دوران امت مسلمہ اور غیر مسلموں کی جانب سے بہت سے شبہات اور سوالات سامنے آئے سوالات کا تقریباً آدھا حصہ احکامات سے متعلق تھا جن کے بارے میں سائل سے میں نے کہا کہ اس بارے میں آپ مفتی حضرات سے رجوع کریں۔بقیہ ان سوالات میں سے جومجھ سے کئے گئے دعوت سے متعلق بھی تھے اور کچھ غیر مسلمین کی جانب سے کئے ہوئے سوالات بھی تھے جن کا میں نے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔

میں نے ان سوالات اور جوابات کوجمع کرنا ضروری سمجھا تا کہ دوسرے دعوتی کام کرنے والوں کیلئے رہنمائی کا سامان بن سکیں۔قارئین سے گذارش ہے کہ وہ کچھ باتوں کوذہن میں رکھیں۔

(۱) جوبھی جوابات دئے گئے ہیں وہ دعوتی تناظر میں دیئے گئے ہیں۔لہٰذاانہیں اسی تناظر میں دیکھیں نہ کہ احکامات وفتاویٰ کے تناظر میں۔

(۲) ان آنے والے سوالات کے جوابات محفل میں سائل اور مخاطب کے لحاظ سے دئے گئے ہیں۔

(۳) ایک ہی سوال مختلف مجالس میں مختلف علاقوں اور مختلف زمانوں میں پوچھے جانے کی وجہ سے جواب بھی مختلف انداز میں دیا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بعض سوال دہرائے بھی گئے ہیں۔

(۴) بعض سوالات کے جوابات مختصر کئے گئے ہیں تا کہ دُعاۃ حسب موقع غور کر کے اپنے مخاطب کوسمجھالیں۔

(۵) نئے اسلام قبول کرنے والے کے لئے لفظ''مہاجر'' استعمال کیا گیا ہے۔جبکہ ہمارے درمیان لفظ''نومسلم'' مروج ہے جوکہ سیرت میں مذکورنہیں ہے۔لہٰذا غیر مناسب ہے۔

٦) اور چونکہ میں غیر اہل زبان ہوں عین ممکن ہے کہ اردو زبان وادب کی غلطیاں ہوئی ہوں انہیں نظر انداز کر کے مفہوم پر غور کریں۔

اس مقدمہ میں میرے تیس سالہ دعوتی سفر کا ایک مختصر خاکہ آپ کے سامنے پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں تا کہ قارئین کو سوالات کے جوابات کا پس منظر سمجھ میں آسکے۔ ۱۹۸۰ء میں مَیں نے دو باتیں طے کیں۔

(۱) دعوتی کام کو کرنا ہے۔

(۲) دعوت کا کام قرآن وسنت کی روشنی میں کرنا ہے۔

اس عزم کے ساتھ آٹھ سال تک میں مطالعہ میں مصروف رہا جس میں مَیں نے خصوصیت کے ساتھ قرآن وحدیث اور ہندومت پر زور دیا۔

آٹھ سال کے بعد اللہ نے میرے ذہن میں کام کرنے کا ایک نقشہ ڈال دیا۔ اس وقت میں نے کالیکٹ کے میڈیکل کالج کے طلباء کی ذہن سازی کرنے کی کوشش کی جس کے نتیجہ میں الحمدللہ کچھ نوجوان طلبہ اس کام میں میرے ساتھ شریک ہوگئے۔ پھر ان کے ہاتھ پر کچھ لوگوں نے اسلام قبول بھی کیا۔ اسی دور میں مَیں نے علی گڑھ یونیورسیٹی، دہلی یونیورسیٹی، جواہر لال نہرو یونیورسیٹی، کانپور آئی۔ ٹی۔ آئی۔ (I.T.I)، بمبئ آئی۔ ٹی۔ آئی (I.T.I) اور دیگر اداروں کا دورہ کیا۔ اس دوتین سال کے عرصہ میں یہ بات میری سمجھ میں آئی کہ ان اداروں کے طلباء حد سے زیادہ مصروف ہیں ان کو پڑھائی کے علاوہ رشتہ داروں اور دوستوں کیلئے بھی وقت نہیں ہے۔ ان لوگوں سے اتنی بڑی ذمہ داری کو انجام دینے کی توقع کرنا بے فائدہ ہے۔

اس لئے میں مدارس کی طرف متوجہ ہوا لیکن مدارس کے ذمہ دار غیر مسلمین میں دعوت کی اہمیت کو سمجھ تو لیتے مگر ادارہ میں دوبارہ مجھے داخل ہونے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ چنانچہ میں مدارس سے بھی مایوس ہوگیا۔ مگر میں نے اپنی کوشش جاری رکھی۔

آخر کار میں ۱۹۹۶ء میں جامعہ دارالسلام عمرآباد پہنچا اصحاب جامعہ نے میرا بھرپور ساتھ دیا یہ میری زندگی کا ایک Turning Point اور دعوتی زندگی کا آغاز بھی تھا۔ چنانچہ گذشتہ پندرہ سال سے جامعہ دارالسلام میں دعوتی کورسز جاری ہیں جس کے نتیجہ میں الحمدللہ علماء کی ایک دعوتی ٹیم ملکی سطح پر وجود میں آئی۔ اس ٹیم کی حیثیت ایک چلتے پھرتے مدرسہ کی ہے۔ ہمارے لئے سب سے بڑا مسئلہ قیادت کا تھا۔ چنانچہ میں حرم میں جا کر دن رات یہ دعا کرتا رہا ''اے اللہ اس کام کی قیادت کے لئے شجاعت والے شخص صلاح الدین کو پیدا فرما''۔ گذشتہ ۷/سات سال سے ایک شخص کو اللہ نے اس کام کے لئے چن لیا جس کیلئے میں اللہ کا بے حد مشکور ہوں۔ اسکے بعد میں نے اپنی ٹیم کو بتلایا کہ ''الائمۃ من قریش'' اللہ کے فضل وکرم سے موصوف کی قیادت میں ملک کے طول وعرض میں دعوتی کام بحسن وخوبی جاری ہے۔

آپؐ کے انتقال کے بعد امت مسلمہ میں چند دنوں کے لئے ایک ہنگامی صورت حال پیدا ہوگئی تو اللہ نے فوراً صدیق اکبر کو کھڑا کیا اسی طرح اللہ سے مجھے یہ امید ہے کہ اور ایک صدیق سے اللہ رب العالمین یہ مسئلہ حل کرے گا۔

☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال(۱): آپ کہتے ہیں کہ غیر مسلموں میں دعوتی کام کیا جائے جبکہ مسلمانوں کی دینی و اخلاقی و حالت بہت ہی خراب ہے۔اس لئے ہماری رائے یہ ہے کہ پہلے مسلمانوں کی اصلاح کا کام مکمل کرلیا جائے اس کے بعد غیر مسلمین میں دعوتی کام کیا جائے؟

جواب: مسلم اور غیر مسلم دونوں میں کام کرنا ہمارا فرض ہے۔ایک فریضہ مکمل کرنے کے بعد ہی دوسرا فریضہ شروع کیا جائے ایسی کوئی دلیل ہمیں نہیں ملتی۔ امت مسلمہ میں ہزاروں مساجد و مدارس اور لاکھوں کی تعداد میں علماء کرام موجود ہیں۔ان کی ساری محنت امتِ مسلمہ کی اصلاح کے لئے ہزاروں سال سے جاری ہے۔لیکن غیر مسلموں میں دعوتی کام کسی نہ کسی وجہ سے بند ہے، اور کام نہیں ہورہا ہے، میرا کہنا یہ ھیکہ مسلمانوں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں میں بھی کام شروع اور جاری رکھا جائے۔ تمام مسلمانوں کی مکمل اصلاح کی امید کرنا، اور یہ کہنا کہ ”پہلے پورے طور پر ہماری اصلاح ہونی چاہیے“۔ ہمیشہ کے لئے غیر مسلموں میں دعوتی کام کو بند رکھنے کی ایک تجویز ہے۔

آپ ﷺ کے زمانے میں ”غزوۂ احد“ کے لئے لوگ نکلے درمیان ہی میں تین سو (۳۰۰) افراد اسلامی فوج سے نکل کر واپس ہو گئے، اس نظریہ کے مطابق ان تین سو (۳۰۰) لوگوں کو ٹھیک کر لینے کے بعد ہی لڑائی لڑنی چاہئے تھی لیکن آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔

واقعہ موسیٰ علیہ السلام:

موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مصر کے مسلمان اس زمانے کے مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ بگڑ چکے تھے لیکن اللہ رب العالمین نے پہلے بنو اسرائیل کی مکمل اصلاح کر لینے کے بعد فرعون کو دعوت دینے کا حکم نہیں دیا بلکہ بنو اسرائیل کی اصلاح کے ساتھ

ساتھ فرعون اور اس دور کے غیر مسلم یعنی قبطیوں کو بھی دعوت دینے کا حکم دیا، جبکہ آپ کے سوال کے مطابق پہلے بنی اسرائیل کی اصلاح ہو جانے کے بعد ہی فرعون (قبطوں) کو دعوت دینی چاہئے تھی لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت موسیٰ کا عمل اس کے برخلاف ہے۔

آج بھارت کے شر پسند لوگ بھی اللہ، رسول، اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی مکمل جدوجہد اور کوشش کررہے ہیں۔ایسی حالت میں ان لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنا از حد ضروری ہے۔ان سے یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ ہم مسلمانوں کی مکمل اصلاح کر لینے کے بعد ہی آپ کے شکوک وشبہات اور غلط فہمیوں کا جواب دیں گے۔

اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ امت کے سارے مدارس اور ادارے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے مسلسل کوششیں کرتے رہیں ساتھ ہی ساتھ ایک ٹیم غیر مسلمین میں بھی اسلام کی دعوت وتبلیغ کے لئے تیار ہو کر سامنے آجائے۔

ساری دنیا کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ بات بھی سوچنا چاہئے کہ یورپ، امریکہ اور اسرائیل مل کر اسلام، مسلمان، اللہ، رسول ﷺ اور قرآن ان سب کو بدنام کرنے کی منصوبہ بند شکل میں کوشش کررہے ہیں۔ایسی حالت میں ساری دنیا کے مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ان کے سامنے صحیح اسلام کو پیش کریں۔

اللہ کے فضل وکرم سے اس ناحیہ سے بھی جدوجہد کرنے کی وجہ سے یورپ، امریکہ کی کئی معروف شخصیتوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۲): آپکو اس اہم کام (دعوت) کی ترغیب کیسے ملی؟

جواب: ۱۹۸۰ء میں جب میں کویت سے کیرالہ واپس آیا، اس وقت میری عمر ۳۸ رسال تھی،

میں نے یہ سوچا کہ مجھے زندگی کے باقی ایام دین کے کسی اہم کام میں لگانا چاہئے اور ایسا اہم کام جو امت میں متروک ہو، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا کہ: ''اے اللہ! مجھ سے دین کا کوئی اہم کام لے لے۔''

چند مہینوں کے بعد رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہو گیا، آخری عشرہ میں کیرالہ کی ایک چھوٹی سی بستی (Chokli) چکلی کی جامع مسجد میں اعتکاف میں رہا یہاں بھی یہی دعا برابر کرتا رہا۔

رمضان المبارک کے ۲۳/ویں تاریخ کو میرے دل میں یہ بات آئی کہ ''مرنے سے پہلے دس غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینی ہے۔'' اور اسی وقت یہ ارادہ اور عزم بھی کرلیا کہ مرنے سے قبل دس/۱۰ غیر مسلموں کو دعوت دوں گا، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا کہ ''اے اللہ تو جانتا ہے کہ اس کام کے لئے نہ ہی میرے پاس کچھ علم ہے اور نہ ہی میرا کوئی رہنما ہے، میں نے بس تیرے بھروسے پر یہ عزم کیا ہے، اس لئے تو ہی میری اس آرزو اور تمنا پوری فرما۔''

میں مسلسل یہی دعا کرتا رہا دوسرے دن ۲۴/رمضان کو ایک مسلم نوجوان میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ''ایک ہندو ہے جو اسلام کو سمجھنا چاہتا ہے۔'' میں نے اس سے کہا ''انہیں یہاں لے آؤ۔'' وہ مسجد شوافع مسلک کی تھی۔ چار بجے نماز ہونے کے بعد سب لوگ ادھر ادھر بازاروں میں عید کی خریداری وغیرہ کیلئے چلے گئے تھے، مسجد میں صرف ہم دونوں ہی تھے۔ مسجد میں ایک غیر مسلم کو لانے کی عام اجازت نہ تھی، پانچ بجے وہ شخص اس ہندو نوجوان کو مسجد میں لے کر آیا، میرے پاس اسے بٹھا کر فوراً وہ مسجد سے نکل گیا کہ کہیں کوئی اسے دیکھ نہ لے کہ میں نے ایک ہندو آدمی کو مسجد میں لایا ہے، کہ لوگ اس پر اعتراض کریں گے۔ اس سے کہیں زیادہ ڈر میرے دل میں تھا کیونکہ میں

اس بستی میں نیا تھا۔ ایک غیر مسلم کو مسجد میں بٹھا کر بات کرنے سے مسلمان اعتراض کر سکتے تھے اور مجھے بھی مسجد سے نکال سکتے تھے دوسری طرف یہ ڈر بھی تھا کہ ایک غیر مسلم کے سامنے کیسے اسلام پیش کرونگا؟ وہ اعتراض بھی کرسکتا ہے اور ناراض بھی ہوسکتا ہے نیز یہ کہ اگر وہ اسلام سمجھنے کے بعد قبول کرتا ہے تو آر۔ایس۔ایس۔ (.R.S.S) اور بی۔جے۔پی۔ (.B.J.P) والے بھی کچھ گڑبڑ کر سکتے ہیں، مسجد پر پتھراؤ بھی کر سکتے ہیں، ان سارے اندیشوں، پریشانیوں اور ڈر کے ساتھ خوشی بھی تھی کہ میں نے جو مسلسل دعا مانگی وہ قبول ہوگئی اور اس کے نتیجے ہی میں یہ میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔''

بہر کیف! میں نے اس کے سامنے اسلام کو پیش کیا۔ مجھے یہ معلوم تھا کہ اس کے سامنے توحید، رسالت اور آخرت کو پیش کرنا ہے۔ جو کچھ بھی مجھے تھوڑا بہت علم تھا میں نے اس کے سامنے پیش کیا، آدھے گھنٹے کی گفتگو کے بعد میں نے اس سے کہا:
''آپ کل بھی اسی وقت میرے پاس آئیں۔''

وہ روزانہ اسی وقت میرے پاس آتا رہا۔ دو/۲، تین/۳ دن کے بعد اس نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ مجھے قرآن مجید پڑھنا ہے۔ میرے پاس اس وقت قرآن مجید کے ترجمے کے کئی اجزاء موجود تھے میں نے ان میں سے ایک اسے دے دیا۔ رمضان کے آخر میں میں نے اس سے کہا: ''کہ کام کر لینے کے بعد روزانہ میرے گھر آیا کرو۔'' رمضان کے ایک ہفتہ بعد اس نے مجھ سے آکر کہا: ''میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔''

میں نے اس کے سامنے دو شرطیں رکھی۔

پہلی شرط:

پہلی شرط یہ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد تمہیں وہی کام کرتے رہنا ہے جو ابھی کر

رہے ہو۔" اس نے کہا: "ہاں! مجھے یہ منظور ہے۔"

یہ شرط میں نے اس کے سامنے اس لئے رکھی کہ بہت سے لوگ اسلام قبول کر لینے کے بعد اپنا پہلے کا پیشہ چھوڑ دیتے ہیں اور فقیر بن کر بھیک مانگا کرتے ہیں۔ مجھے اس بات کا علم نہیں تھا کہ کیوں لوگ پہلے کا کام چھوڑ دیتے ہیں؟

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اکثر ہندو یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام قبول کر لینے کے بعد پرانا کام کرنا درست نہیں ہے۔ اس نوجوان کی بیوی اور چار چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ امت میں یہ رواج عام ہے کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے تو اس کو گھر، بیوی، بچوں اور خاندان سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے، اس وجہ سے کہ اس کے خاندان والے یہ سوچتے ہیں کہ وہ ان کیلئے مر گیا ہے۔ اس خلاء کو پر کرنے اور اسی عام خرابی کو دور کرنے کیلئے میں نے اس کیلئے دوسری شرط بتائی۔

دوسری شرط:

دوسری شرط یہ کہ اپنے گھر والوں کو اسلام قبول کرنے سے پہلے جتنا خرچ دیتے تھے اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اتنا ہی دو گے، اس میں کسی طرح کی کمی نہیں کرو گے۔"

اس نے یہ شرط بھی منظور کر لی۔ اس وقت مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ ایک شخص کو کیسے مسلمان بنانا چاہیے؟ اس لئے میں نے اس سے صرف یہ کہا کہ تم کسی مسجد میں جا کر مسلمان ہو جاؤ۔ اس بے چارے کو سات، آٹھ مساجد میں گھومنے کے بعد ایک مسجد کے امام صاحب نے کلمۂ شہادت پڑھا دیا۔ اب اس کا نام اویس ہے۔

وہ روزانہ اپنے کام سے فارغ ہو کر شام کو اپنے محلے کی مسجد میں جا کر بیٹھتا اور رات کو اپنے گھر نہ جا کر میرے پاس آ جاتا، اس کی بیوی مسجد کے سامنے آ کر اپنا خرچہ لے جاتی، تین چار دن کے بعد میں نے اس سے کہا: "اپنی بیوی کو بھی اسلام

قبول کرنے کی دعوت دو۔" تو وہ روزانہ اپنی بیوی کو بھی دعوت دینے لگا، اس کی بیوی روتی، کبھی ہنستی اور کبھی خاموش رہتی، کچھ مدت کے بعد خاموش ہو کر سننے لگی اور کچھ دن تک کچھ سوالات کرتی رہی آخر کار چار مہینے کے اندر اس نے اپنے چار بچوں سمیت اسلام قبول کر لیا۔ چار مہینے کے اندر چھ/۶ افراد کے اسلام قبول کر لینے سے میرے دل میں ایک طرح کا یقین پیدا ہو گیا کہ اگر میں یہ کام ایسے ہی کرتا رہا تو اللہ رب العالمین میری ضرور مدد کریں گے۔ پھر میں نے بھارت کے مشہور و معروف داعیوں کے حالات پڑھنا شروع کر دیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی سوانح میں لکھا ہے کہ: جب وہ انڈیا آئے تو سب سے پہلے لاہور میں ٹھہرے، اور چھ سال تک انہوں نے بھارت کے تہذیب وتمدن، مذہب اور عقائد کا مطالعہ کیا اور اپنے کچھ شاگردوں کو تیار کیا پھر اپنے کام کا آغاز "اجمیر" سے کیا۔

اسی طرح میں نے بھی چھ/۶ سال تک ہندوؤں کی کتابوں ان کے عقائد، تہذیب وتمدن وغیرہ کا مطالعہ کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے اس کام کی کامیابی کی دعا مانگتا رہا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ملتی رہی اور کام آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا۔

اب میں اللہ رب العالمین سے دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! میرے شاگردوں کے ہاتھوں پورے ملک کو مشرف بہ اسلام فرما۔" آمین!

سوال (۳): کارِ دعوت کو اگر نبوی منہج پر انجام دیں تو کیا کیا مشکلات پیش آسکتی ہیں؟

جواب: جب آپ ﷺ کو نبوت ملی تو حضرت خدیجہؓ، آپ ﷺ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں، آپ ﷺ نے اپنا پورا واقعہ ورقہ بن نوفل کو سنایا تو ورقہ بن نوفل نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ یہ وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو موسیٰ علیہ السلام وغیرہ کے پاس آیا تھا، آپ ﷺ کو یہ بات بھی بتلائی کہ ایک دن آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی۔

اگراس وقت میں زندہ رہا تو میں آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔آپ ﷺ نے ورقہ بن نوفل سے پوچھا:''کیا میری قوم مجھے میری بستی (مکہ) سے نکال دے گی''؟

ورقہ بن نوفل نے کہا:''ہاں آپ کی قوم آپ کو اپنی بستی مکہ سے نکال دے گی ،انسانی تاریخ میں جس نے بھی اس فریضہ کو انجام دیا یا اس دعوت کو لے کر اٹھا ،تو اس کی مخالفت کی گئی ہے،اس کی اپنی قوم اس کی دشمن ہوگئی ہے۔''سیرت کے اس واقعہ سے مسلمانوں کے ذہن ودماغ میں دو باتیں بیٹھ گئی ہیں:

پہلی بات:

پہلی بات یہ ہے کہ اگر ہم یہ دعوت کا کام کریں گے جو انبیائی کام ہے،تو ہمیں اپنی بستی سے نکال دیا جائے گا،اس لئے اب ہمارے سامنے دو ہی انتخاب ہیں اگر ہم نے دعوت کا انتخاب کیا تو اپنے محبوب وطن کو چھوڑنا پڑے گا اور اگر ہم نے ترک دعوت کیا تو ہمیں اپنے محبوب وطن سے کوئی نہیں نکالے گا۔اس لئے مسلمانوں نے کسی چیز کی پرواہ کئے بغیر دوسرے انتخاب کو لے لیا کہ ہمیں اپنے وطن ہی میں رہنا ہے گرچہ کیوں نہ ہمیں دعوت کے کام کو ترک کرنا پڑے۔

دوسری بات:

دوسری بات یہ ہے کہ اس کارِ دعوت کے کرنے کی وجہ سے سارے لوگ ہمارے دشمن اور مخالف ہو جائیں گے،اور یہ کہ اگر سارے لوگ ہمارے دشمن اور مخالف ہو جائیں گے تو ہم اپنے ہم وطن بھائیوں سے دشمنی مول لے کر زندگی کیسے گزار سکیں گے؟ اسی بنیاد پر ہم مسلمانوں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ کسی بھی صورت میں دعوت کا کام نہیں کرنا ہے۔

درحقیقت یہ دونوں طرح کے خیالات صحیح نہیں ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر پیغمبروں نے جس دور میں دعوتی کام کیا وہ مذہبی جبر کا دور تھا جبکہ آج

ہمارے بھارت کی حالت اس کے برعکس ہے، یہاں کے ہر شخص کو اپنے مذہب کی تبلیغ اور نشر واشاعت کی مکمل آزادی حاصل ہے۔

ایک مرتبہ راقم الحروف نے نیپال میں ۲۸؍علماء کرام کا ایک کیمپ منعقد کرایا جس کے آخر میں ایک صاحب نے سوال کیا کہ آپ کے ملک انڈیا میں تو اپنے مذہب کی تبلیغ ،نشر واشاعت کی کھلی چھوٹ ہے لیکن ہمارا ملک نیپال ایک ایسا واحد ہندو ملک ہے جس میں تبدیلیٔ مذہب اور اس کی نشر واشاعت کی آزادی نہیں بلکہ اس کی پابندی ہے، کیا ایسے ملک اور ایسی حالت میں جہاں مذہب کی نشر واشاعت کی آزادی میسر نہیں ہے یہاں کے رہنے والے مسلمانوں پر بھی دعوت کا کام انجام دینا فرض ہے؟ میں نے انہیں جواب دیا جی ہاں! ایسے ملک اور ایسی حالت میں بھی آپ پر دعوت کا کام فرض ہے۔ مذکورہ حالات کی وجہ سے دعوت کا فریضہ آپ سے ساقط نہیں ہوتا۔ کیوں کہ جس نبی نے بھی اس کام کو انجام دیا کبھی بھی ان کی قوم نے انہیں کبھی بھی اس بات کی اجازت نہیں دی کہ آپ دعوت کا کام آزادی کے ساتھ انجام دیں بلکہ ان کے راستے روکے گئے، انہیں یہ کام چھوڑنے پر مجبور بھی کیا گیا لیکن ان سب کے باوجود کسی بھی صورت میں وہ دعوت کے کام سے باز نہیں آئے بلکہ وہ زندگی بھر اسی مشن میں لگے رہے۔ اس وقت کو یاد کیجئے جب کفار مکہ آپ ﷺ کو دعوت سے روکنے کے لئے آپ ﷺ کے چچا کے پاس آئے اور کہا کہ آپ محمد کو کسی بھی صورت میں دعوت سے روک دیں کہ وہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا نہ کہے اور اس کے بدلے میں ہم سے جو چاہیں لے لیں۔ہم اسے دینے کے لئے تیار ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا آپ ﷺ کفار مکہ کے اس مطالبے سے رک گئے؟

قصہ کوتاہ اللہ کے اس کام کے لئے کسی کی اجازت کی ضرورت (حاجت) بھی نہیں ہے

کیونکہ یہ اللہ رب العالمیں کا حکم ہے:

﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ... ﴾ (۱۶:۱۲۵)

اس امت کو بہر حال اس فریضہ کو انجام دینا ہے، اگر آپ اللہ کے اس کام کو کریں گے تو اللہ اپنے فضل وکرم سے نیپال کی حالت کو بدل دے گا۔

الحمدللہ! آج اللہ کے فضل وعنایت سے نیپال میں آہستہ آہستہ تبدیلی آ گئی ہے۔

اس وقت اس امت کی حالت حضرت موسیٰؑ کی طرح ہے کہ وہ پہلے پہل فرعون کے پاس جانے کے لئے تیار نہ تھے۔لیکن جب ایک مرتبہ چلے تو آپ کو یقین ہوا کہ دعوت کا کام بہت ہی آسان ہے ہمت اور جواں مردی سے کام لینے سے تمام مشکلات کافور ہو جاتی ہیں، صرف کام انجام دینے سے قبل طرح طرح کے اندیشے اور خطرات سامنے نظر آتے ہیں لیکن اقدام کرنے کے بعد نہ جانے وہ کہاں غائب ہو جاتے ہیں کہ دور دور تک ان کا کوئی سراغ تک نہیں ملتا ہے۔

اسی طرح اگر یہ امت دعوت کا کام شروع کر دے تو معلوم ہوگا کہ اس راہ میں کچھ بھی مسائل نہیں ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۴): اسلام قبول کرنے والوں کے لئے آپ کے پاس کیا کیا انتظامات ہیں؟

جواب: چودہ سو سال سے لوگ اسلام قبول کرتے آ رہے ہیں اس قسم کے لوگوں کیلئے امت کی طرف سے مختلف طرح کے انتظامات ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی اسلام قبول کرنے والوں کے لئے امت کی طرف سے انتظامات ہوتے رہیں گے۔ (انشاءاللہ)

اسلام قبول کرنے والوں کی تعلیم کا مسئلہ:

اس کو ہم علماء کرام کی مدد سے حل کر سکتے ہیں۔

شادی بیاہ کا مسئلہ:

مختلف محلّوں اور شہروں سے رابطہ کر کے ان کی شادی کے مسائل بھی حل

کئے جا سکتے ہیں۔

معیشت کا مسئلہ:

تاجروں یا فیکٹری چلانے والے لوگوں سے مل کر ان کے مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔ بھارت میں کروڑوں کی تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کیا لیکن ان سبھوں کے مسائل حل ہو چکے ہیں۔ کوئی بھی مسئلہ ان کا ایسا نہیں ہے جو حل نہ ہوا ہو، اگر ایک نئی جگہ میں ''دعوت'' کا کام شروع ہوا ہو تو شروعات میں کچھ مسائل رہیں گے لیکن رفتہ رفتہ سارے مسائل حل ہوتے چلے جائیں گے۔ (انشاءاللہ)

سوال(۵): شیخ احمد دیداد، اور ڈاکٹر ذاکر نائک وغیرہ جو دعوتی کام کر رہے ہیں ان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے بیان کریں؟

جواب: وہ لوگ خود کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا کام مکالمہ اور مناظرہ ہے۔قرآن میں حکمت و موعظۂ حسنہ (مکالمہ) اور مناظرہ دونوں طرح کے کام کی اجازت ہے۔

دعوت اور مناظرہ ومکالمہٗ میں کیا فرق ہے؟

مکالمہٗ میں سختی کرنے سے مکالمہ مناظرے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ دعوت نہیں بلکہ دعوت اور مناظرے میں فرق پایا جاتا ہے۔ مناظرہ باکسنگ کی طرح ہے، یعنی اس میں یہی کوشش کی جاتی ہے کہ کسی بھی طرح مدمقابل کو پچھاڑا اور ہرایا جائے، جبکہ 'دعوت' نام ہے مخاطب کے دل کو جیتنے کا۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے کارِ دعوت کو ترجیح دیا یا مناظرے کو؟

آپ کو معلوم ہے کہ دعوت ہی کو انبیاء علیہم السلام نے ترجیح دیا ہے۔ ہاں! مناظرہ کی اہمیت وافادیت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن مناظرے کے لئے اللہ رب العالمین نے شیخ احمد دیداد اور ڈاکٹر ذاکر نائک جیسے لوگوں کو منتخب کیا ہے۔ نیز یہ

کام انہی جیسے لوگوں سے ہوسکتا ہے، لیکن مناظرے کے مقابلے میں دعوت کا کام نہایت ہی آسان ہے، جو ہر مسلمان سے ہوسکتا ہے، اس لئے کہ ''دعوت'' ہر مسلمان پر فرض ہے جبکہ مناظرہ ہر مسلمان پر فرض نہیں بلکہ فرضِ کفایہ ہے۔

میری آپ سے مودبانہ التماس ہے کہ ڈاکٹر ذاکر نائک جیسے لوگوں کو ان کا کام کرنے دیجئے، اور آپ کے لئے دعوتی کام آسان ہے اس لئے آپ ''دعوت'' کا کام کیجئے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۶): ایک غیر مسلم کو ابتداء میں کس طرح دعوت دیں؟

جواب: اس کیلئے کئی طریقۂ کار ہو سکتے ہیں، ایک طریقہ میں آپ کے سامنے پیش کر دینا زیادہ مناسب سمجھتا ہوں۔ فرض کرلیں کبھی ہم راستے میں نکلیں اور ایک آدمی کو اطمینان کے ساتھ چلتا ہوا دیکھیں جسے کسی قسم کی کوئی جلد بازی نہ ہو، تو آپ اس کے سامنے پہنچ کر سب سے پہلے اس سے سوال کریں۔

داعی، س: بھائی صاحب! ٹائم کیا ہے؟

مدعو، ج: ۹ بجے ہیں۔

داعی، س: آپ ابھی کہاں جا رہے ہیں؟

مدعو، ج: مارکیٹ کی طرف۔

داعی، س: اچھا! بھائی صاحب! آپ رہنے والے کہاں کے ہیں؟

مدعو، ج: پتھر گھٹی۔

داعی، س: کیا آپ کی بستی میں مسلم آبادی ہے؟

مدعو، ج: ہاں میری بستی میں کافی مسلمان ہیں۔

داعی، س: اچھا! یہ بتلائیں کہ کیا آپ کا کوئی دوست مسلم بھی ہے؟

مدعو، ج: جی ہاں! کئی مسلمان ہمارے دوست رہے ہیں، اسکول کی زندگی میں ایک سلیم نامی لڑکا میرے ساتھ رہتا تھا اور وہ آج بھی ہمارا دوست ہے۔

داعی، س: اچھا آپ کے دوست سلیم نے کبھی آپ کو مذہب اسلام کے بارے میں سمجھایا ہے یا نہیں؟

مدعو، ج: نہیں کبھی نہیں۔ مجھے اس بات پر کافی افسوس ہے جبکہ میرا ایک دوست عیسائی بھی ہے، وہ ہمیشہ مجھے عیسائیت کے بارے میں سمجھاتا رہتا ہے لیکن سلیم نے کبھی بھی مجھے اسلام کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔

داعی، س: اگر آپ اجازت دیں تو میں چلتے چلتے آپ کو اسلام کے بارے میں کچھ باتیں بتاؤں، کیا آپ سننے کے لئے تیار ہیں؟

مدعو، ج: کیوں نہیں ضرور سنائیے۔

داعی، س: اس زمین وآسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟

مدعو، ج: (انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ''اوپر والا''۔

داعی، س: مجھے اور آپ کو کس نے پیدا کیا؟

مدعو، ج: وہی اوپر والا۔

داعی، س: اوپر والے کو ہم اللہ کہتے ہیں۔ اللہ چاہتا ہے کہ ہم صرف اسی (اللہ) کی اُپاسنا (عبادت) کریں کیونکہ اسی نے زمین وآسمان اور ساری انسانیت کو پیدا کیا ہے اور زمین پر جو بھی جاندار، مخلوقات ہیں وہی ان سب کا پالنہار یعنی پالنے پوسنے والا ہے، وہی ہر چیز کا مالک ہے، وہ کہتا ہے کہ جب سب کچھ میں ہی کرنے والا ہوں تو میری ہی اُپاسنا کرو اور دوسروں کی اُپاسنا اسے بالکل پسند نہیں ہے۔

مدعو، ج: یہ بات بالکل سچ ہے جو پیدا کرنے والا مالک، پالنہار ہے صرف اسی کی ہی

عبادت کرنی چاہیے اس کو چھوڑ کر کسی اور کو پوجنا مہاپاپ ہوگا۔

داعی،س: قرآن میں اللہ رب العالمین بتاتا ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ☆اللَّهُ الصَّمَدُ☆لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَد☆وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ﴾ (۱۱۴:۱_۴)

ترجمہ:’’وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ ہی اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ ہی وہ جنا گیا ہے یعنی نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ ہی اسکا کوئی باپ ہے۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے‘‘۔ اس طرح آپ اپنی بات کا آغاز کر سکتے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۷): ایک داعی اپنا تزکیہ نفس کیسے کر سکتا ہے؟

جواب: سب سے پہلے ہم یہ دیکھیں کہ اللہ رب العالمین نے آپ ﷺ کا کیسے تزکیہ کیا؟ تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اللہ رب العالمین نے ’’دعوت‘‘ کے ابتدائی دور ہی میں آپ ﷺ کو تین چیزوں کے اہتمام کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ وہ درجِ ذیل ہیں۔

(۱) تہجد کی نماز۔

(۲) قرآن مجید کا مطالعہ۔

(۳) ذکر و اذکار۔

ایک داعی اپنے تزکیہ کے لئے ان تین چیزوں کا اہتمام کر سکتا ہے۔ تہجد کی نماز کو ایک مصیبت یا مشکل تصور نہ کریں یہ انتہائی آسان ہے۔ فجر کی نماز سے آدھا گھنٹہ پہلے بیدار ہونا، اور وضو کر کے دو،۲ رکعت تہجد اور ایک رکعت وتر پڑھنا ہے۔

فجر کو اٹھنے کے لئے کیا کریں؟

اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ رات ۱۰ بجے سونے کی عادت ڈالیں۔

قرآن کی تلاوت:

مکی سورتوں میں سے روزانہ، چار پانچ آیتیں پڑھیں اور اس کا ترجمہ سمجھیں پھر اس پر غور و فکر کریں۔ اس طرح پانچ دس سال قرآن کا مطالعہ اور تدبر تفکر کرنے والوں کو آپ ﷺ کے زمانے میں مکہ جا کر بس جانے کی طرح محسوس ہوگا۔ مثلاً: اللہ رب العالمین کیا فرماتا ہے اور اس کا مشرکین کیا جواب دیتے ہیں اور آپ ﷺ کیا کرتے ہیں یہ واضح طور پر سمجھ میں آجائے گا۔

ذکر و اذکار:

ذکر سے متعلق علامہ ابن القیم الجوزیہؒ نے کئی فوائد بیان کئے ہیں ان میں سے تین فائدے مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ’’**ذکر**‘‘ کرنے والوں سے شیطان دور ہو جاتا ہے‘‘۔

زمین و آسمان میں اگر ہمارا کوئی دشمن ہے تو وہ شیطان ملعون ہے، اگر ہم اس سے دور ہو جائیں تو ہم یقیناً کامیاب ہو جائیں گے۔

(۲) ’’ذکر‘‘ کرنے والوں کے دلوں سے نفاق پوری طرح ختم ہو جاتا ہے‘‘۔ اور نفاق ایک مومن کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔

(۳) ’’**ذکر**‘‘ کرنے سے دل کو راحت و سکون ملتا ہے‘‘۔

دنیا کے سارے انسانوں کو آج سکون کی بے انتہا تلاش ہے سکون حاصل کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے **’’اللہ کا ذکر‘‘**۔

’’ذکر‘‘ کے لئے کسی خاص وقت کی ضرورت نہیں ہے، گھر سے نکلتے وقت، بازار میں، گھر میں بیٹھے، لیٹے، چلتے پھرتے، گاڑی پر سوار ہو کر کبھی بھی **’’ذکر‘‘** کر سکتے ہیں۔ زندگی کا کوئی لمحہ ذکر و اذکار سے خالی نہیں رہنا چاہیے۔ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ’’ذکر‘‘ واذکار کی پابندی کرے، قرآن و حدیث میں ذکر کے لئے ’’ذکراً

کثیراً" آیا ہوا ہے یعنی اسلام میں ساری عبادات محدود ہیں مگر "ذکر" لامحدود ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۸): ایک نومسلم کی شادی کا مسئلہ کس طرح حل کیا جائے؟

جواب: آج کل مسلمانوں میں شادی بیاہ ایک پیچیدہ مسئلہ بن گیا ہے، جس طرح مسلمانوں کا مسئلہ حل ہوتا ہے اسی طرح مہاجرین کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔ حیدرآباد میں ۴۵ (پینتالیس) ہزار مسلم عورتوں کی شادیاں نہیں ہوئی ہیں۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے شریعت نے قانون دیا ہے کہ ۴۵ (پینتالیس) ہزار مرد جن کو اللہ نے وسعت دی ہے وہ دو دو شادیاں کرلیں اس سے مسئلہ حل ہوجائے گا۔

اسی طرح مہاجرین کو نومسلم کہنا ہی سرے سے غلط ہے یہ کوئی الگ قوم نہیں بلکہ کلمہ پڑھنے کے بعد مسلمان برادری میں داخل ہوگئے ہیں۔ ہمیں مہاجرین کو اپنا مسلم بھائی ہی سمجھنا چاہیے اور انہیں کبھی بھی اجنبی ہونے کا احساس ہونے نہیں دینا چاہیے۔

آپ ﷺ کے زمانے میں (المسلم الجدید) "نومسلم" کی اصطلاح تھی ہی نہیں۔ اسلام قبول کرنے والوں میں سے کچھ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے پورے کے پورے خاندان کے ساتھ اسلام قبول کرلیتے ہیں ایسے لوگوں کا تو کوئی مسئلہ نہیں، لیکن کچھ لوگ انفرادی طور پر اسلام قبول کرتے ہیں ان کی شادی کروانا امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح کچھ لڑکیاں اسلام قبول کرتی ہیں ان کے بھی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ امت کے صاحب ثروت افراد کو چاہیے کہ ایسی لڑکیوں کی کفالت کریں۔

یہ سوال سن کر مجھے ایسا محسوس ہورہا ہے کہ گویا ۱۴۵۰/ ساڑھے چودہ سو سالوں میں کوئی مسلم ہوا ہی نہیں؟ پورے بھارت میں ہر سال تقریباً ہزاروں لوگ اسلام قبول کررہے ہیں اور ان کے سارے کے سارے مسائل اللہ رب العالمین حل کرتا جارہا ہے،

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ امت مسلمہ کی ایک خصوصیت ہے کہ وہ مہاجرین کو اپنے میں ضم کرلیتی ہے چاہے ان کی تعداد کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۹): اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں حسنِ ظن رکھنے والوں ہی کو دعوت دینے سے ہماری دعوت کامیاب ہوگی، حالانکہ آج کے حالات بالکل برعکس ہیں تو موجودہ صورت میں دعوت کا کام کیسے ہوسکتا ہے؟

جواب: آپ ﷺ کی مکی زندگی میں اکثر مشرکینِ مکہ کو اسلام اور مسلمانوں سے حسنِ ظن نہ تھا اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ "دعوت" کے لئے سماج کے لوگوں کا حسنِ ظن رکھنا کوئی ضرور نہیں ہے۔" آپ ﷺ کی مکی حالت آج کی موجودہ حالت سے سو گنا سنگین اور خطرناک تھی پھر بھی آپ ﷺ کو اپنے مشن میں کامیابی حاصل ہوئی۔

حالات سنگین ہیں یا سازگار یہ دیکھنے کی ذمہ داری ہماری نہیں ہے بلکہ ہماری ذمہ داری یہ ہیکہ ہم دعوت کا کام کریں۔ اس میں سستی اور کاہلی سے کام نہ لیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۰): قرآن کہتا ہے ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ (۲۸:۵۶) پھر دعوت کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: قرآن کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دعوت دینا ہمارا اور آپ کا کام ہے لیکن ہدایت کا دینا نہ دینا ہمارا نہیں بلکہ یہ اللہ کا معاملہ ہے۔ آپ اپنا کام کرتے جائیں اللہ اپنا کام کرے گا۔ دعوت اسی لئے ہے کہ ہم مشرکین تک اللہ کا خالص پیغام پہنچائیں اس سے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا وہ اسلام قبول کرکے جنتی بن جائیں گے اور جنہیں ہدایت میسر نہ ہوگی تو وہ انکار کرکے کافر ہوکر جہنم رسید ہوجائیں گے۔

دعوت کا مقصد ہی یہ ہے کہ کافروں اور مومنوں کے درمیان فرق واضح ہوجائے۔ اور یہ مقصد اسی وقت پورا ہوگا جب ہم دعوتی کام کریں گے۔ اگر ہم سرے سے دعوتی کام

کریں گے ہی نہیں تو یہ فرق کیسے واضح ہوگا؟ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۱): عیسیٰؑ پر ایمان رکھنے کے باوجود عیسائیوں کو رسول ﷺ نے مسلمان کیوں نہیں قرار دیا؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی شریعت کے بعد پچھلی تمام شریعتیں منسوخ ہوگئیں۔ آپ ﷺ کے آجانے کے بعد آپ ﷺ پر ایمان لانے کے بعد ہی کوئی آدمی مسلمان ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ پر ایمان لائے بغیر کوئی بھی مسلمان نہیں ہوسکتا ہے۔ آخری زمانہ میں جب عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ خود بھی محمد ﷺ پر ایمان لائیں گے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کریں گے اور اسی کی طرف لوگوں کو بلائیں گے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۲): آپ ﷺ مشرکین مکہ کو قرآنی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے تھے، آج یہ ہماری مشرک قوم عربی زبان سے ناواقف ہے۔ تو کیا ان کو بھی قرآنی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنانا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں! آپ ﷺ کے زمانے میں بھی صحابہؓ کرام حبشہ گئے ، اور یہ حبشہ ایک افریقی ملک تھا اور جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے ''سورہ مریم'' آیت ۱۹ سے آیت ۳۰ تک کی آیتیں بادشاہ کے سامنے تلاوت کی۔ آپ ﷺ کے تمام خطوط عربی ہی میں لکھے گئے اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مختلف ممالک میں جا کر کے اسلام کی تبلیغ کی۔

آج انڈیا کے غیر مسلموں کے سامنے یعنی عامۃ الناس کے سامنے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو فقط قرآن کی تلاوت ان کو متاثر کر دیتی ہے۔ کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں اور بعض پسینہ میں شرابور ہو جاتے ہیں۔ قرآنی

آیات انسانی دل کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہیں۔ اللہ رب العالمین کا حکم ہے کہ مدعو کے سامنے قرآنی آیات کی تلاوت کی زیادہ سے زیادہ کی جائے۔ اس کے لئے زمین و زمان حائل نہیں ہوسکتے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۳): دعوت دینے سے کچھ لوگ جلدی اسلام قبول کرتے ہیں اور کچھ لوگ برسوں لگا دیتے ہیں، اس کا کیا حل ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے جب مکہ میں لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دینی شروع کی تو اس وقت بھی چند لوگ فوری طور پر مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ کیوں کہ جو لوگ حق کی تلاش میں ہوتے ہیں وہ صحیح پیغام سنتے ہی فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ قرآن مجید میں جنات کے بارے میں بتایا گیا کہ جیسے ہی انہوں نے قرآن سنا اسی وقت اسلام قبول کرلیا اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو برائیوں میں ملوث رہتے ہیں جنہیں سماج میں شرپسند کی حیثیت حاصل ہوتی ہے انہیں قرآن نے حزب الشیطان کہا ہے وہ لوگ حق کو قبول نہیں کرتے ہر نبی کی دعوت کے خلاف یہی لوگ کھڑے ہوئے اور ان کی مخالفت کی لیکن ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔

اس کے برعکس اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو ہماری دعوت کے منتظر رہتے ہیں ان میں سے اگر ایک بھی اسلام قبول کرلے تو دوسرے لوگ یکے بعد دیگرے اسلام قبول کرنے لگتے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۴): دعوت کی مخالفت خود مسلمان کرتے ہیں اس کی اصل وجہ کیا ہے؟

جواب: دعوت دینا انبیاء علیہم السلام کا کام ہے اور ان کا ایمان یقین کے درجہ میں رہتا ہے، وہ عزم و توکل کے اعلیٰ معیار پر ہوتے ہیں، آج کے مسلمانوں کی یہ ایمانی حالت نہیں ہے بلکہ وہ تو اسلام کے بنیادی فرائض انجام دینے کی بھی قابلیت اور صلاحیت نہیں

رکھتے تو وہ دعوت کا کام کیسے انجام دیں گے؟

اس لئے ایسے کمزوروں کو شیطان دعوت کی مخالفت کے لئے آمادہ کرتا ہے۔

لیکن ماشاء اللہ آج دعوتی کارواں ان سب کی مخالفتوں کے باوجود آگے کی طرف رواں دواں ہے اور انشاء اللہ آگے بڑھتا ہی رہے گا۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۵): مہاراشٹر کے اندر شیوسینا اور دوسری مخالف تنظیمیں ہیں جن کے افراد اعتراض کرتے ہیں کہ مسلم حکمرانوںؒ نے بھارت کو لوٹنے کے لئے انڈیا پر حملہ کیا۔ خاص طور پر وہ لوگ سلطان محمود غزنویؒ کو ڈاکو اور لٹیرا کہتے ہیں کہ اس نے سومناتھ کے مندر اور اس کے خزانوں کو لوٹنے کے لئے بھارت پر حملہ کیا، اسی طرح اورنگ زیبؒ کو بھی مطعون کرتے ہیں کہ انہوں نے شیواجی کے خلاف حملہ کر کے مہاراشٹر کی حکومت کو لوٹا ہے ہم انکا کیا جواب دیں؟

جواب: انسانی تاریخ میں یہ بات واضح ہے کہ ہمیشہ دو ملکوں کے درمیان ہونے والی جنگ کے نتیجے میں فاتح قوم مفتوح کے ملک کی دولت کو اپنے کنٹرول میں لے لیتی ہے۔ پرانے زمانے میں سونے کے بڑے بڑے خزانے مندروں میں محفوظ رکھے جاتے تھے ان خزانوں کو حاصل کرنے کے لئے وہ مندروں کو اپنے کنٹرول میں لے لیتے تھے۔ یہ ایک سیاسی کاروائی ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

شیواجی اور اورنگ زیب کے درمیان جو جنگ تھی اس کو بھی سنگھ پریوار والے مذہبی رنگ دیتے ہیں۔ یہ حقیقت میں ایک بہت بڑا جھوٹ ہے جس کا سچائی سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اورنگ زیبؒ اور شیواجی کے درمیان جو جنگ ہوئی تھی وہ سیاسی جنگ تھی اسے مذہبی جنگ کسی بھی صورت میں قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ شیواجی کی فوج کے عہدیداروں میں سے بہت سے مسلمان بھی تھے اور اورنگ

زیب کی فوج میں ایک لاکھ سے زیادہ کی تعداد ہندوؤں کی تھی پھر یہ جنگ کیسے مذہبی جنگ ہوسکتی ہے؟ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۶): کیا دعوتی کام کرنے سے فرقہ وارانہ فسادات نہیں ہوں گے؟

جواب: دعوتی کام کو روکنے کے لئے شیطان کی طرف سے یہ سوال ہے، ہر دن لوگ کہیں نہ کہیں اسلام قبول کرتے ہیں کیا ہر دن فرقہ وارانہ فسادات ہوتے ہیں؟

درحقیقت قبول اسلام کے واقعات کی اشتہار بازی کرنے سے فرقہ وارانہ فساد ات ہوسکتے ہیں۔ ہندوؤں کے جذبات کو اگر مجروح کریں گے تو کچھ نہ کچھ ہنگامہ ضرور ہوگا۔ اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جائے تو وکیلوں سے اس کے بارے میں مشورہ لے لینا چاہیے اور خاموشی اور صبر سے کام لینا چاہیے۔ اگر ہم لوگ اللہ کیلئے دعوتی کام کر رہے ہیں تو اللہ اس کام کو آسان کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری حفاظت بھی فرمائے گا۔ عام طور پر شمالی ہند میں حساس ماحول پایا جاتا ہے۔ میں آپ کو راجستھان کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔

راجستھان کے میوات میں رہنے والے ایک نوجوان عالم یو۔پی میں واقع بریلی تشریف لے گئے وہاں سے قریب علی نگر میں دو روزہ دعوتی کیمپ میں شریک ہوئے۔ پھر وہ اپنی بستی پہونچے۔ دس دن غیر مسلموں کو جمع کر کے روزانہ پروگرام منعقد کرتے رہے اس پروگرام کے دوران ۴۰۰؍سو افراد نے اسلام قبول کیا۔ دوسرے دن سے وہاں C.I.D. کا آنا جانا ایک معمول بن گیا۔ ایک دن کلکٹر کافی پولس والوں کے ساتھ وہاں آیا، کچھ دنوں کے بعد (I.G.) آئی۔جی آیا (I.G.) آئی۔جی نے اس نوجوان عالم کو بلا کر سوال کرنا شروع کر دیا۔

آئی۔جی: تم سچ بولنا تم نے ان لوگوں کو کتنا پیسہ دیا ہے؟

عالم دین: میں ایک چھوٹے سے مدرسے میں پڑھاتا ہوں۔ میری تنخواہ میں میری ہی

زندگی بسر نہیں ہوتی تو میں ان لوگوں کو کیا دوں گا؟

آئی۔جی: جھوٹ ہے، سچ سچ بولو!

عالم دین: اچھا! اگر آپ کا الزام ہے کہ میں نے انہیں پیسہ دیا ہے تو جن کو دیا ہے ان کو بلا کر پوچھ لیجئے۔ سچائی واضح ہو جائے گی۔ فوراً پردھان کو لایا گیا۔

آئی۔جی: سچ بولنا تجھے اس نے کتنے پیسے دیئے ہیں؟

مکھیا: مجھے کچھ بھی نہیں دیا ہے۔

آئی۔جی: سراسر جھوٹ ہے۔ ایک بڑی رقم دیئے بغیر سارے لوگ کیسے مذہب تبدیل کریں گے پیسہ نہیں دیا تو پھر کیوں انہوں نے مذہب تبدیل کر لیا؟

مکھیا: میں بتاتا ہوں پہلے میرا ایک سوال ہے۔

آئی۔جی: ٹھیک ہے، سوال کرو۔

مکھیا: میرے پاس ایک ۱۸/سال کی لڑکی ہے کیا آپ اس لڑکی سے اپنے لڑکے کی شادی کرا دیں گے؟

آئی۔جی: غضبناک ہو کر! ہرگز نہیں۔

مکھیا: میں کھیر بنا کر لایا ہوں، آپ اس میں سے ایک گلاس پی لیجئے؟

آئی۔جی: غضبناک ہو کر، یہ بھی نہیں ہو سکتا۔

بہر کیف! I.G. کو معلوم ہو گیا کہ ذات پات کی وجہ سے انہوں نے مذہب تبدیل کیا ہے۔ اس کے بعد I.G. واپس چلا گیا۔ دو تین دن تک پولیس والے بھی آتے جاتے رہے پھر انہوں نے بھی آنا جانا بند کر دیا۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۷): آپ کچھ بھی بولئے، ہم ہندو لوگ جو کرتے ہیں مسلمان لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں

مثلاً ہم ہندی زبان سیدھی لکھتے ہیں لیکن آپ لوگ اردو بالکل الٹا لکھتے ہیں، ایسا کیوں؟

جواب: اصل میں مسلمان لوگ سیدھا لکھتے ہیں اور آپ غیر مسلم لوگ الٹا لکھتے ہیں۔ جیسے ہم کاپی پر دائیں طرف سے بائیں کی طرف لکھتے ہیں، یہی ہمارا سیدھا ہے کیونکہ ہمارے ہاتھ کے لئے وہی سیدھا ہے جب کہ ہندی وغیرہ کا لکھنا ہمارے ہاتھ کے لئے الٹا ہو جاتا ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب۔**

سوال(۱۸): مسلمان انڈیا میں رہتے ہیں اور پاکستان کا سپورٹ کرتے ہیں؟

جواب: مسلمان پاکستان کا ہر چیز میں سپورٹ نہیں کرتے صرف کرکٹ میں چند کھلاڑیوں کو سپورٹ کرتے ہیں، اس کو مذہبی نقطۂ نظر سے دیکھنا غلط ہے۔ اس کو ایک کھیل (Sports sprit) کے نقطۂ نظر سے ہی دیکھنا چاہیے۔

آپ ایک ہندو ہیں اور آپ کا پڑوسی ہندو اچھا کھیلتا ہے تو آپ اسی کی تعریف کرتے ہیں تو اسے بھی مذہبی رنگ دینا غلط ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۹): پاکستان اور انڈیا کے درمیان کرکٹ میچ چلتے وقت مسلمان پاکستان کا ساتھ دیتے ہیں ایسا کیوں؟

جواب: ایک انسان کے اندر اسپورٹ اسپرٹ (Sport sprit) رہتی ہے اس کا تقاضہ ہے کہ اچھے کھلاڑیوں کی ہمت افزائی کی جائے۔ کھلاڑی اپنا بیٹا، رشتہ دار بھی ہو تو ہم دوسری ٹیم کی بھی ہمت افزائی کر سکتے ہیں۔ اس سے وہ آدمی اپنے رشتہ دار کا مخالف نہیں بنتا۔ نیز کھیل کو کبھی بھی مذہبی رنگ سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۲۰): دعوت دینے کی ابتداء کس طرح کی جائے؟

جواب: ہمارے ویب سائٹ پر دعوت کی عملی شکلیں دی ہوئی ہیں آپ اس سے استفادہ کریں۔ www.onlinedawa.net۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۲۱): بھارت میں مسلمان مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں جیسے حنفی، اہل حدیث وغیرہ

وغیرہ تو دعوت کس فرقے کی چلے گی؟

جواب: میں اور میرے شاگرد دونوں فرقوں کو طریقۂ دعوت سکھاتے ہیں جو آگے بڑھ چڑھ کر کام کرے گا وہی کامیاب ہوگا۔ یعنی پورا بھارت ان کے ماتحت آجائیگا۔ **واللہ اعلم بالصواب۔**

سوال(۲۲): ایک غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے کے بعد لوگ اسے تنگ کرتے ہیں تو وہ کیا کرے؟

جواب: وہ کسی دوسری جگہ چلا جائے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۲۳): ان غیر مسلموں کو جو قرآن نہیں جانتے انہیں کیسے سمجھائیں؟

جواب: آپ جو آیت پڑھ کر سناتے ہیں اس کا ترجمہ بھی سنائیں تب انشاء اللہ وہ آپ کی باتوں کو انشاءاللہ سمجھ جائیں گے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۲۴): آریہ سماج میں دعوت کا کام کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

جواب: اسلامی دعوت کے **اصل تین نکات** درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ کا تعارف کرانا۔

(۲) آخرت کا تعارف کرانا۔

(۳) آپ ﷺ کا تعارف کرانا۔

ہر غیر مسلم کے لئے یہی تین بنیاد ہیں لیکن قرآن کی آیات کا انتخاب ہر ایک کے لئے الگ الگ ہوسکتا ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۲۵): کیا داعی کی وضع قطع سے بھی مدعو پر اثر پڑتا ہے؟

جواب: داعی کو اپنی وضع قطع بنائے رکھنا چاہئے تا کہ غیر مسلم ایک داعی کو دیکھتے ہی پہچان جائے کہ یہ مسلمان ہیں۔ بھارت میں مسلمانوں کی پہچان داڑھی، ٹوپی، کُرتا اور پائجامہ ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۲۶): مسلمان ہونے کے بعد اس شخص یا عورت کی تربیت وغیرہ نیز عورت کی شادی کا مسئلہ کیسے حل کیا جائے اور اگر ان کے بچے ہوں تو ان کے مسائل کیسے حل کئے جائیں؟

جواب: دنیا کے ۶۰۰ رکروڑ انسان کے مسائل حل کرنے والا اللہ رب العالمین ہے۔ اگر اس نے کسی کو اپنے کرم سے ہدایت دی تو وہی اس کی دوسری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بھی کافی ہے۔ لیکن امت مسلمہ کا فریضہ ہے کہ وہ انہیں اپنا بھائی اور بہن سمجھ کر حتی الامکان ان کا تعاون کرتے رہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۲۷): کیا کسی .R.S.S یا کسی متشدد جماعت کے لوگوں نے بھی اسلام قبول کیا ہے؟

جواب: کیرالہ میں (Tirur) ترور نامی ایک بستی ہے وہاں کے ائیپّن (Aaippan) نامی شخص (جو کہ .R.S.S کے ایک سرگرم کارکن اور اپنی بستی کے ''ماریمن مندر'' کے اہم پجاری اور بہت بڑے بھگت تھے۔ انہوں نے ۱۹۹۰ء میں اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ ایک سرگرم داعی رہے اور ان کی محنتوں سے ۱۰۰ ر سے زائد .R.S.S کے نوجوانوں نے اسلام قبول کیا۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۲۸): غیر مسلم اپنے مندروں سے لائے ہوئے پرساد ہمیں دیتے ہیں تو کیا ہم وہ کھا سکتے ہیں؟

جواب: غیر مسلموں کا دیا ہوا پرساد ہرگز نہیں کھا سکتے۔ یہ ہر موحد کیلئے حرام ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۲۹): ایک غیر مسلم نے سوال کیا کہ ہم بھگوان کو کیسے دیکھ سکتے ہیں؟

جواب: پتھر وغیرہ سے بنا ہوا بھگوان ہر ایک انسان دیکھ سکتا ہے۔ بھگوان سے مراد اگر اللہ کی ذات ہے تو اسے کوئی بھی دیکھ نہیں سکتا۔ ایک ہندو ہونے کے حیثیت سے آپ کا عقیدہ ہے کہ ہر انسان کے اندر ایک آتما ہے۔ آپ کے اندر بھی ایک آتما ہے، کیا آج

تک آپ نے اپنے یا کسی دوسرے کی آتما کو دیکھا ہے؟ اگر ان مادّی آنکھوں سے آتما کونہیں دیکھ سکتے تو زرا سوچئے! ساری دنیا کے پیدا کرنے والے کو ہم کیسے ان آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۳۰): ڈاکٹر ذاکر نائک جس طرح سے انجیل، تورات، اور ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کا سہارا لیتے ہیں تو کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

جواب: مناظرے کے لئے علمائے کرام نے دوسروں کی مذہبی کتابوں کا سہارا لینے کی اجازت دی ہے لیکن وہ دعوت نہیں ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۳۱): دعوتی کام کرتے وقت دل میں کبھی مختلف شکوک وشبہات اور کبھی خوف پیدا ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

جواب: دعوتی کام کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی جہنم کی طرف جارہا ہے اور آپ اسے جنت کی طرف کھینچ رہے ہیں گویا آپ شیطان سے مقابلہ کررہے ہیں کیا ایسی حالت میں شیطان خاموش بیٹھے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ آپ کے اندر وسوسہ ڈالنے اور آپ کو دعوتی کام سے ڈرانے کی پوری کوشش کرے گا۔ اللہ کا ذکر کرتے وقت شیطان دور ہو جاتا ہے۔ یہی ذکر شیطان کو دور کرنے کا واحد راستہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ آپ اللہ سے قریب ہونے کی کوشش بھی کریں۔ اس کے لئے آپ ہمیشہ تہجد کا اہتمام کریں اور قرآن کی تلاوت سمجھ کر کریں ایسی حالت میں آپ کو دعوتی کام کے لئے کوئی دشواری محسوس نہیں ہوگی انشاء اللہ۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۳۲): آپ لوگ ایک دو آیتیں پڑھ کر ایک آدمی کو مسلمان بنا دیتے ہیں کیا وہ ہمیشہ مسلمان ہی رہے گا؟

جواب: آپ ﷺ عکاظ کے بازار میں کھڑے ہو کر گاؤں سے آنے والے لوگوں سے

کہتے تھے۔ ﴿قولوا لا إلٰه إلا اللّٰه تفلحوا﴾۔ یہ سن کر بعض لوگ آپ ﷺ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو جاتے تھے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۳۳): گائے ہماری ماں ہے ہم اس کا دودھ پیتے ہیں لہٰذا! اس کو ذبح کرنا دنیا کا سب سے ذلیل کام ہے؟

جواب: بھارت میں ۳۰% فیصد لوگ گائے کا دودھ پیتے ہیں، اگر وہ ماں ہوتی ہے تو وہ صرف ۳۰% فیصد لوگوں کی ماں قرار پاتی ہے جبکہ ۷۰% فیصد لوگ بھینس کا دودھ پیتے ہیں تو گویا بھینس ۷۰% فیصد لوگوں کی ماں ہوئی۔ تو سوال یہ ہے کہ اکثریتی لوگوں کی ماں کے لئے رونا ہے یا اقلیت لوگوں کی ماں کے لئے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۳۴): مسلمانوں کے یہاں جانداروں کو کاٹنا گناہ نہیں ہے ایسا کیوں؟

جواب: آپ کے اس سوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں صرف مسلمان ہی جانور کو ذبح کرتے ہیں حالانکہ یہ بات درست نہیں بلکہ دنیا میں بہت سے لوگ جانوروں کو کاٹتے اور کھاتے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۳۵): آپ نے اپنی تقریر میں دارالاسلام، دارالکفر، دارالعھد اور دارالدعوۃ میں ممالک کو تقسیم کیا براہِ کرم اس کی تشریح فرمائیں؟

جواب: اسلامی خلافت قائم ہونے کے بعد دنیا کے ممالک کو علماء کرام نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) دارالاسلام: یعنی اسلامی ممالک۔

(۲) دارالکفر: یعنی باقی تمام غیر اسلامی ممالک۔

(۳) دارالعھد: یعنی کچھ غیر اسلامی ممالک جنہوں نے اسلامی ممالک سے معاہدہ کیا ہو۔

یہ ساری تقسیم خلافت وجود میں آنے کے بعد کی ہیں۔ اس سے قبل آپ ﷺ مکہ میں ۱۳/سال مقیم رہے اس حالت کو سمجھانے کے لئے اسے ''دارالدعوۃ'' کہا اور تقسیم

کے اعتبار سے بھارت ''دارالدعوۃ'' میں آتا ہے۔''دارالدعوۃ'' کی حالت ایسے ہی رہے گی کہ مسلمان دعوتی کام کریں گے تو کچھ غیر مسلم ان کی تائید کریں گے، کچھ غیر مسلم ان کی مخالفت کریں گے اور کچھ غیر مسلم اسلام قبول کریں گے اس طرح آپ اسے سمجھ سکتے ہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۳۶): محمد ﷺ عربی ہیں تو ہم بھارتی ان پر ایمان کیوں لائیں؟

جواب: یہ سوال درست نہیں ہے، یہ سوال ایسے ہی ہے کہ پٹرول عربی ہے یعنی عرب کا ہے تو ہم عرب کی چیز کو اپنی بھارتی گاڑیوں میں کیوں ڈالیں؟ یہ نہ دیکھئے کہ یہ کہاں کی چیز ہے بلکہ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ چیز ہمارے لئے فائدہ مند ہے یا نہیں؟ تو ہمیں آپ ﷺ کے تعلق سے یہ دیکھنا ہے کہ آپ ﷺ پر ایمان لانے میں ہمارے لئے فائدہ ہے یا نہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۳۷): ''اذان'' علاقائی زبان میں کیوں نہیں دی جاتی؟

جواب: اللہ کے ناموں کا علاقائی زبانوں میں ترجمہ نہیں ہوسکتا، دوسری وجہ یہ ہے کہ دنیا میں مسلمان کہیں بھی جائیں گے تو ''اذان'' کو سن کر سمجھ جائیں گے۔ یہ محض یونیفارم اور اطلاع کے لئے ہے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۳۸): قرآن کے مخاطب عرب ہیں ہم نہیں، تو پھر دعوت ہمیں کیوں دی جاتی ہے؟

جواب: قرآن کے مخاطب دنیا کے سارے انسان ہیں صرف اہلِ عرب نہیں، قرآن میں صرف عرب کو مخاطب نہیں کیا گیا ہے بلکہ ساری دنیا کی انسانیت کو مخاطب کیا گیا ہے۔جیسا کہ ارشاد ہے:﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾(۲:۲۱)

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾(۷:۱۵۸)

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ﴾(۲:۱۸۵)

اس طرح کی بے شمار آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ یہاں چند آیات صرف بطورِ مثال آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۳۹): ہماری بت پرستی اور آپ کی قبر پرستی میں کیا فرق ہے؟

جواب: دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ فرق بس اتنا ہے کہ تمہارے یہاں بت پرستی پنڈت لوگ کرتے اور کراتے ہیں لیکن ہمارے یہاں جو قبر پرستی ہے اس کو جاہل لوگ کرتے کراتے ہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۴۰): جب ایک خدا کا تصور ویدوں میں بھی ہے تو اسلام قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: ویدوں نے ایک زمانہ میں توحید کا تصور پیش کیا رفتہ رفتہ اسے ماننے والے لوگوں نے اس کی تعبیر بدل کر مختلف چیزوں کی پرستش شروع کردی۔اس لئے صحیح بات بتانے کے لئے اللہ رب العزت نے نئے طور پر آسمانی کتابوں کو نازل کیا اور آسمانی کتابوں میں سب سے نیا ایڈیشن قرآن ہے۔تمام کتابوں میں ردو بدل ہوگیا لیکن یہ قرآن ہر طرح سے محفوظ ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ نے لی ہے۔اللہ کے نزدیک صرف مذہب اسلام ہی قابل قبول ہے۔اسلام تمام مذاہب کا ناسخ ہے اس آجانے کے بعد سارے مذہب اس سے منسوخ ہوگئے۔اب اگر اللہ کے نزدیک کوئی مذہب قابل قبول ہے تو وہ فقط اسلام۔ لہٰذا مذہب اسلام قبول کئے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔اس زمانے کے لوگوں کو سمجھانے کے لئے یہ قرآن نازل ہوا۔اس کو ماننے والے لوگ ہی مسلم کہلاتے ہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۴۱): مسلمان چار شادیاں کرتے ہیں اور وہ بھی غلط مقصد کے لئے؟

جواب: صرف مسلمان ہی چار شادیاں نہیں کرتے بلکہ منوسمرتی میں برہمن کے لئے بھی یہ چھوٹ ہے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۴۲): ایک عیسائی نے یہ سوال کیا کہ عیسیٰؑ کا تذکرہ قرآن میں ۳۲رجگہ ہے اور

آپ ﷺ کا نام صرف ۴ جگہ پر ہے۔اس لئے عیسیٰ محمد ﷺ سے افضل ہوئے ہم انکا کیا جواب دیں؟

جواب: عیسیٰ تاریخ میں گزرے ہوئے ایک نبی ہیں ان کے بارے میں اگر کچھ بتانا ہو تو نام ذکر کرنا پڑے گا لیکن آپ ﷺ قرآن کے مخاطب شخص ہیں اس لئے ''آپ ﷺ'' کا نام زیادہ نہیں آیا لیکن آپ ﷺ کو قرآن مجید میں سیکڑوں مرتبہ اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا ہے۔اس کے علاوہ کئی جگہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے لقب سے بھی یاد کیا گیا ہے جیسے طٰہٰ ،یٰسین، مدثر، مزمل وغیرہ ،وغیرہ۔دراصل کثرت ذکر کسی کی فضیلت کی دلیل نہیں ہے۔کیونکہ اگر اس کو معیار مانا جائے تو موسیٰ کا نام تقریباً ۱۳۷ مرتبہ مذکور ہے۔ جو یہ ثابت کرتا ہے کہ موسیٰ ،عیسیٰ سے زیادہ افضل ہیں۔نام سے مخاطب کرنے پر آدمی کی فضیلت نہیں بڑھتی اگر بڑھتی بھی تو آپ ﷺ کا نام قرآن میں زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کے کسی شخص کو خاص مقام دینے سے اس کا مقام بڑھتا ہے،اس حیثیت سے بھی آپ ﷺ کا مقام تمام انبیاء ورسل سے افضل ہے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۴۳): غیر مسلموں کو دعوت دینے پر زور دیا جا رہا ہے یہی زور مسلمانوں پر جو شرک وبدعت میں ڈوبے ہوئے ہیں کیوں نہیں دیا جا رہا ہے؟

جواب: فرض کر لیں آپ رمضان شریف میں کسی بستی میں گئے وہاں کے تمام مسلمان اگر رمضان کے پورے روزے رکھتے ہیں لیکن ان میں سے ایک بھی نماز نہیں پڑھتے ہیں؟ ایسی صورت میں آپ کیا کریں گے؟

اسی طرح امت کی اصلاح اور دعوت یہ دونوں ہمارے فرائض ہیں ،لیکن امت کی پوری طاقت وقوت صرف مسلمانوں کی اصلاح پر لگ رہی ہے،ایسی صورت میں آپ کیا کریں گے؟ لہٰذا! ایسی صورت میں امت کو دعوت کی طرف توجہ دلانے پر

ہی زور دیا جانا چاہیے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۴۴): بھارت میں دعوتی کام کو عام کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: انڈیا میں دعوتی کام کو عام کرنے کے لئے چند چیزوں کو انجام دینا ضروری ہے۔وہ یہ ہیں کہ امت کے عام افراد کو زیادہ سے زیادہ داعی بنانے کا کام عام کیا جائے۔اس کے لئے جگہ جگہ دس دن کے کیمپوں کا اہتمام کیا جائے۔دعاۃ کی تعداد کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا جائے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۴۵): کیا اس دور میں خواتین بھی دعوت کا کام کر رہی ہیں؟

جواب: دعوتی کام خود مرد حضرات میں اب شروع ہو رہا ہے۔اور کچھ عرصہ کے بعد عورتوں میں شروع ہو سکتا ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ: آپ لوگ مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد دعوتی جذبہ رکھنے والی عورتوں سے شادی کریں کیوں کہ ان کے ذریعہ عورتوں میں بھی دعوتی کام کیا جا سکتا ہے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۴۶): کیا ایک غیر مسلم کو کلمہ پڑھانے کے بعد ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی؟

جواب: ایک غیر مسلم کو صرف کلمہ پڑھا دینے سے ہی ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ ہماری ذمہ داری قرآن وحدیث کی روشنی میں درج ذیل ہے:

(۱) اسلام کی تبلیغ کرنا۔

(۲) اسلام کی طرف دعوت دینا۔

(۳) اگر اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو تو اس کو کلمہ پڑھانا۔

(۴) قبولِ اسلام کے بعد اس کا تزکیہ کرنا، نماز، طہارت، وضع قطع کو درست کرنا اسلامی نام رکھنا، تزکیہ سے مراد یہ ہے کہ اس کو دیگر مسلمانوں کی طرح بنا دینا اور اس کے مسائل میں اس کا ساتھ دینا۔

(۵) اسے قرآن وسنت سکھانے کا انتظام کرنا۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۴۷): آپ کے دروس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دعوت امت کے ہر فرد پر فرض ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس کو انجام کیسے دیں؟

جواب: ایک عام مسلمان کو اس کام کے انجام دینے کے لئے **تین** چیزوں کی اشد ضرورت ہے۔

(۱) علم: اسلام میں ہر کام کرنے سے پہلے اس کا علم ہونا ضروری ہے۔ مثلاً: ایک غیر مسلم نے اسلام قبول کرلیا تو اس پر نماز فرض ہوگئی اس کے لئے وضو ہے تو وضو کا طریقہ سیکھنا لازم ہے اسی طرح جب ہم پر دعوت فرض ہے تو اسکا طریقہ بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں سیکھنا ضروری ہے۔

(۲) تزکیہ: یعنی اپنے نفس کو رذائل سے پاک کرنا اور اپنے آپ کو رب سے قریب کرنا، کیا آپ اپنے رب سے قریب ہونا پسند کرتے ہیں؟ یقیناً آپ کا جواب 'ہاں' ہی میں ہوگا۔

اب ہمیں یہاں یہ سمجھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا "تزکیہ" کیسے کیا ہے؟ اس کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

(الف) نبوت کے شروع ہی میں اللہ نے آپ ﷺ کو تہجد کی نماز کا حکم دیا جب کہ پنج وقتہ نمازیں فرض نہیں ہوئی تھیں۔ اس طرح ہمیں بھی تہجد کی نماز کا اہتمام کرنا چاہیے۔ کیونکہ رات کی تاریکی میں جب ساری دنیا سورہی ہو اس وقت آپ رب سے زیادہ قریب ہوں گے۔

(ب) قرآن مجید کی تلاوت: ہر داعی قرآن مجید کو سمجھ کر تدبر وتفکر کے ساتھ پڑھے۔

(ج) ذکر واذکار: مسلسل ذکر میں مشغول رہنے کے علماء کرام نے سیکڑوں فوائد

بتائے ہیں۔ ان میں سے صرف تین فوائد کا ذکر یہاں مناسب ہے وہ یہ ہیں:

(۱) "**ذکر**" سے شیطان دور ہوجاتا ہے۔ یہ ہمارے لئے سب سے بڑی کامیابی ہے۔ کیونکہ داعی کا دشمنِ اعظم شیطان ہے۔ اور اگر یہی شیطان ہم سے دور ہوجائے تو یہ ہماری آخرت میں کامیابی کی واضح دلیل ہے۔

(۲) نفاق سے نجات (چھٹکارہ)

حضرت علی بن ابی طالبؓ سے سوال کیا گیا: "منافق کون ہے؟" انہوں نے ذکر کیا: ﴿ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى يُرَآؤُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ﴾ (۴:۱۴۲)

یعنی "منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) اللہ کو دھوکا دیتے ہیں (یہ اُس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ انہیں دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔ اور جب یہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو سست اور کاہل ہوکر (صرف) لوگوں کو دکھانے کیلئے اور اللہ کو یاد ہی نہیں کرتے مگر بہت کم"۔

ایمان لانے کے بعد مومن کیلئے سب سے بڑا خطرہ نفاق کا ہے۔ اگر ہم اس سے بچ گئے تو یہ ہمارے لئے بہت ہی بڑی کامیابی ہے کیونکہ کافر کے ساتھ منافق بھی دوزخ میں جائیں گے۔ یہ ہمارے ذہن میں مستحضر رہنا چاہیے کہ منافق کافروں میں سے نہیں ہوتا بلکہ ہم مسلمانوں میں سے ہوتا ہے۔ اور ان کیلئے جہنم کا نچلا درجہ ہے: ﴿ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فی الدرك الاسفل من النار ﴾ "یعنی کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں"۔ اور ذکر واذکار کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نفاق بالکل ختم کردیتا ہے۔

(۳) سکون دل: ذکر واذکار سے دل کو سکون واطمینان نصیب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے: ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (۱۳۔۲۸)

یہ تینوں فوائد ایک داعی کیلئے نہایت ہی ضروری ہیں۔

(د) صدقہ وخیرات: ہر داعی سے یہ میری گزارش ہے کہ وہ روزانہ ایک روپیہ صدقہ کرے قیامت میں اس کا ثواب بڑھا کر سات سو گنا ملے گا، اسی طرح اگر ہم نے ۳۰ تیس ۴۰/چالیس سال صدقہ کیا تو ہمارے لئے ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو جائیگا۔

(ہ) غرباء مساکین کی کفالت: ہمارے قریب میں یتیم، مسکین، بیوہ، بیمار اور کمزور جتنے بھی ہیں ان کی کفالت کریں اپنی حیثیت کے مطابق۔ ہر نیک کام کے لئے ایک ہی اجر ہے یعنی ''جنت الفردوس'' لیکن یتیم کی کفالت کے لئے دوہرا ثواب ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿أنا و كافل اليتيم فى الجنة هكذا﴾

ترجمہ: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں دو انگلیوں کی طرح ساتھ ہونگے''۔

یعنی ایک جنت اور دوسری آپ ﷺ کی صحبت۔ کیا آپ صحبتِ رسول ﷺ پسند نہیں کرتے؟ نیز آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی اس کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ عیسائی مشنریاں، ہندو تنظیمیں، قادیانی وغیرہ مختلف لوگ ہمارے یتیم، مسکین اور بیواؤں کو اچک لیتے ہیں اس سے بھی بچنے کا یہ نسخۂ کیمیاء ہے اس کے علاوہ اور چیزیں بھی تزکیہ میں داخل ہیں۔

(ی) فیلڈ ورک: عملی مشق کرنا انتہائی ضروری ہے اس لئے ہم عوام کے لئے ۱۰/دس دن کا کیمپ منعقد کرتے ہیں جس میں ان تمام چیزوں کی عملی مشق کرائی

جاتی ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۴۸): بس کے ایک مختصر سفر میں اگر کسی غیر مسلم سے ملاقات ہو جائے تو کم از کم وقت میں اسے کیا بات بتائی جائے؟

جواب: کم سے کم وقت میں اسے یہ بتانا ہے کہ مجھے اور آپ کو کس نے پیدا کیا ہے؟

اکثر ہندو اس سوال کا جواب اوپر انگلی اٹھا کر دیتے ہیں ''اوپر والا''۔

پھر ان سے سوال کریں: ''زمین وآسمان کو کس نے بنایا؟''

تب بھی وہ پہلے کی طرح آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر جواب دیں گے: ''اوپر والا''۔

پھر انہیں بتائیں وہ اوپر والا چاہتا ہے کہ سارے کے سارے انسان اسی کی عبادت، اُپاسنا اور بندگی کریں۔ اس سے ان کے دل میں توحید کی ایک چنگاری ضرور پیدا ہو جائے گی انشاءاللہ۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۴۹): قرآن کی تلاوت کر کے سنانے سے ایک غیر مسلم کو کچھ بھی سمجھ میں نہیں آئے گا اسلئے کیا ان آیتوں کا صرف ترجمہ سنانا کافی نہ ہوگا؟

جواب: صرف آیتوں کا ترجمہ سنانا کافی نہیں ہوگا بلکہ آیتوں کو بھی سنانا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ قرآن انسانوں کے خالق و مالک کا کلام ہے۔ انسانوں کی روح اس کو پہچان لیتی ہے۔ کیونکہ اس نے عالم ارواح میں اس کی آواز کو سنا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنا ان روحوں کے اندر بیداری اور تبدیلی لانے کیلئے بہت ضروری ہے۔ اسی لئے سارے انبیاء کے لئے طریقۂ دعوت لوگوں کے سامنے اللہ کے کلام کو پڑھ کر سنانا مقرر کیا گیا۔ عام غیر مسلموں کے سامنے قرآن کی آیتوں کو پڑھ کر سنانے سے کچھ لوگ پسینہ پسینہ ہو جاتے ہیں، کچھ لوگ رونا شروع کر دیتے ہیں، کچھ لوگ حیران و پریشان ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم ہزار گھنٹہ اپنی زبان سے بیان کریں گے تو بھی وہ ایک آیت کے برابر نہیں ہوسکتا۔ قرآن ایک معجزہ ہے۔ دعوت کے میدان میں کام کرنے والے دعاۃ کو اس کا احساس ہے، کمرہ میں بیٹھ کر سوچنے والوں کو اس کا احساس نہیں ہوسکتا۔

واللہ اعلم بالصواب

سوال (۵۰): ایک غیر مسلم نے اسلام کا اچھا مطالعہ کیا اور قرآن کو گہرائیوں میں جا کر سمجھا اور اسلام قبول کرنے کے مواقع اس کے سامنے آئے پھر بھی وہ مسلمان نہیں ہوا ایسے لوگوں کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: آپ کے سوال سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس شخص کو اسلام کی تبلیغ ہو چکی ہے۔ اب انہیں اسلام کی دعوت دینے کی ضرورت ہے۔ مثلاً آپ کے گھر پر شادی ہے آپ کے سارے دوستوں کو یہ بات معلوم بھی ہے، کچھ اڑوس پڑوس بھی ہیں، انہیں بھی معلوم ہے۔ آپ نے صرف دوستوں ہی کو دعوت نامہ دیا ہے تو کیا دوستوں کے علاوہ اڑوس پڑوس کے لوگ بھی شادی میں آپ کے گھر آئیں گے؟

اس کا جواب یہی ہوگا کہ بن بلائے ہرگز نہیں آئیں گے۔ ایک شریف آدمی معمولی شادی میں بھی بغیر دعوت کے آنے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے۔ تو ایک غیر مسلم اپنے مذہب و سارے تعلقات وغیرہ کو چھوڑ کر بغیر دعوت کے کیسے آئے گا؟ ایک داعی کے دعوت سے متعلق تین فرائض ہیں:

(۱) تبلیغ: آپ کے سوال سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس شخص کو اسلام کی تبلیغ ہو چکی ہے۔ اب انہیں اسلام کی دعوت دینے کی ضرورت ہے۔

(۲) دعوت: یعنی ایسے لوگوں کو باقاعدہ قبول اسلام کی دعوت دینی چاہیے۔ دعوت دینے کے بعد اگر وہ انکار کرے تو وہ کافر ہے۔

(۳) شہادت: قیامت کے دن آپ کی دعوت کا جس نے انکار کیا ہے میدانِ حشر میں آپ کو اس کے خلاف گواہی دینی ہے، یعنی تبلیغ، دعوت اور گواہی، یہ تینوں ہمارے

فرائض ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۵۱): کچھ غیر مسلم اسلام کے بارے میں جانکاری حاصل کرنے کے بعد اسلام قبول کرنے کے خواہشمند ہیں مگر گھر والوں کی سختی کی وجہ سے وہ لوگ متردد ہیں ان لوگوں کو کیسے سمجھایا جائے؟

جواب: ایسے غیر مسلموں کو آخرت کی زندگی کے بارے میں جنت، جہنم کے بارے میں کچھ قرآنی آیات ترجمہ کے ساتھ سنانا چاہیے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ سنانے والا داعی تزکیہ حاصل کئے ہوئے ہو تبھی وہ قرآنی آیات کی آواز ان کے دل کی گہرائیوں تک پہونچ سکیں گی۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۵۲): ہندوؤں میں ذات پات کا نظام ہے نیز ان کے عقائد میں بھی اختلاف ہے تو کیا تمام طبقات میں دعوت کا طریقہ یکساں ہے؟

جواب: تمام طبقات میں دعوت کا طریقہ ہرگز یکساں نہیں ہوسکتا۔ آپ ﷺ کو اپنے سماج میں دعوت کے لئے مختلف اسالیب اختیار کرنا پڑا۔ مثلاً آپ عکاظ کے بازار میں کھڑے ہوتے تھے اس بازار میں اکثر دیہات کے بدوی لوگ ہوا کرتے تھے ان کی مختلف حالتیں ہوا کرتی تھیں لیکن ہر شخص کے ذہن میں کامیابی کی آرزو ضرور رہتی تھی۔ مثلاً ایک بدوی کی آرزو ہوتی کہ وہ مکہ کے اطراف میں زندگی گزارے، کسی کی خواہش چھوٹی موٹی تجارت کرنے کی ہوتی، کسی کی خواہش ہوتی کہ اس کے پاس چند غلام ہوں اور وہ ان کے ذریعہ کچھ مال کمائے، تو کچھ لوگوں کو خوبصورت عورتوں سے شادی کرنے کی تمنا ہوتی۔ اسی طرح ان کی ہزاروں خواہشات ہوتی تھیں جن میں کامیابی ہی ان کے لئے سب کچھ تھی۔ ایسے لوگوں کے سامنے آپ ﷺ نے فرمایا ﴿قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا﴾ یہ الفاظ ان کو اپنی طرف متوجہ کرتے اور یہ احساس دلاتے

کہ اس سے ان کی ساری آرزوئیں پوری ہو جائیں گی۔ پھر ان کا سوال ہوتا کیا ہم یقیناً کامیاب ہو جائیں گے؟ آپ ﷺ فرماتے: ''ہاں تم یقیناً کامیاب ہو جاؤ گے۔'' وہ پوچھتے ''ہمیں اس کے لئے کیا کرنا ہوگا''؟ آپ ﷺ فرماتے: ''استقامت کے ساتھ اس پر جمے رہو۔''

اس واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہاں نہ تو کوئی تقریر کی نہ ہی کسی طرح کی کوئی تفصیل بیان کی۔ بس ان کے ذہن کا خیال رکھتے ہوئے انہیں دعوت دی۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۵۳): تبلیغی جماعت کے دعوتی کام کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: یہ جماعت جو کام انجام دے رہی ہے وہ امت میں اصلاح کا کام ہے اور اس کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ اگر تبلیغی جماعت کام نہ کی ہوتی تو آج بھارت کی اکثر مساجد ویران رہتیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۵۴): ہمارے صوبہ تامل ناڈو میں مذہبی تبدیلی کے خلاف قانون پاس کیا گیا ہے تو اس حالت میں ہم کیسے کام کریں؟

جواب: تامل ناڈو میں مذہبی تبدیلی کے خلاف قانون پاس کرنے والی جئے للیتا تھی، دو تہائی اکثریت (Mejority) کے ذریعہ اسمبلی میں کامیاب ہونے کی وجہ سے اس کے اندر کافی تکبر غرور آ گیا تھا، اس وجہ سے اس نے کئی قانون پاس کئے اس میں سے مذہبی تبدیلی کے خلاف بھی قانون پاس کیا۔ کسی مسلمان نے اس کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالا۔ اس کے بعد جب مرکزی پارلیمنٹ کیلئے الیکشن ہوا تو اس میں جئے للیتا کو ایک بھی سیٹ نہیں ملی۔ اس کے بعد جئے للیتا نے مذہبی تبدیلی کے خلاف قانون کو رد کر دیا۔

ہندوؤں کو مذہبی تبدیلی کے خلاف قانون بنانا پسند نہیں ہے کیونکہ ہندو سماج میں

ذات پات کی مختلف پریشانیاں ہیں۔ ان سے نجات کے لئے ان کے سامنے بس دو ہی راستے ہیں:

(۱) مذہبی تبدیلی۔

(۲) خودکشی۔

اس بات کو سمجھنے کیلئے ایک واقعہ ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ ایک ہندو نے ایک آدمی کو قتل کیا تو اس کا نام قاتل رام داس پڑ گیا۔ اس کو قاتل کا لفظ بالکل نہیں پسند تھا، اس کا لڑکا جب بڑا ہوا سکے باپ کے بعد اسے بھی قاتل رام داس کا بیٹا نارائن کہہ کر پکارا جانے لگا، یہ پکارا جانا لڑکے کو بہت ناگوار گزرتا تھا، تب اس نے مسلمان ہو کر اپنا نام عبداللہ رکھ لیا۔ ایسی حالت میں غیر مسلم کو بدنامی سے بچنے کے لئے کوئی گنجائش نہ ہو تو اسے خودکشی کرنی پڑے گی۔

مذہبی تبدیلی کے خلاف قانون کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہندو شخص کسی مصیبت سے دوچار ہو کر خودکشی کر لے لیکن تبدیلئ مذہب کی اسے ہرگز اجازت نہیں۔ اسی لئے ہندو اس قانون کو پسند نہیں کرتے کیونکہ مصیبت کب آئے گی کسی کو بھی معلوم نہیں ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۵۵): مذہب اسلام کی تاریخ محمد ﷺ سے شروع ہوتی ہے جب کہ دوسرے مذاہب اسلام سے بہت قدیم ہیں تو کیا قدیم مذاہب برحق نہیں ہیں؟

جواب: اسلام کی تاریخ دنیا کے سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے حضرت آدم علیہ السلام مسلمان تھے اور حضرت آدم سے قبل کوئی انسان نہ تھا۔ اس لئے مذہبِ اسلام سب سے قدیم مذہب ہے۔ انسان کی ایک کمزوری یہ ہے کہ اس کو جو تعلیمات دی جاتی ہیں ایک عرصہ تک اس پر عمل ہوتا رہتا ہے پھر زمانہ گزرتے گزرتے انسان ان تعلیمات میں کمی وبیشی کرنے لگتے ہیں۔ جب حضرت

آدم علیہ السلام کی اولاد تعلیمات آدم سے ہٹ گئی تو اللہ نے دوسرے پیغمبر کو بھیجا۔ انبیاء کی بعثت کا یہ سلسلہ ہر زمانے میں رہا اور آخری زمانہ میں آپ ﷺ کو اسی اللہ کی وحدانیت کی تعلیم کو عام کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ یہ ہے اسلام کی تاریخ۔ اور آج ہمارے سامنے جو قدیم مذاہب ہیں جیسے ہندومت، بدھ مت، جین مت یہ سب صرف ۳۰۰۰/۴۰۰۰/سال پرانے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۵۶): ہندو لوگ بھانجی سے شادی کرتے ہیں اور اسلام اس سے منع کرتا ہے اس کا صحیح جواب مطلوب ہے جو کہ سائنٹفک طور سے بھی صحیح ہو؟

جواب: سائنسی نقطۂ نظر سے ایک میاں بیوی کو اگر لڑکا ہوتا ہے تو وہ شوہر کے اثرات سے اور اگر لڑکی تو اس پر ماں کے اثرات کی زیادتی ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں بھانجی میں بہن کے اثرات زیادہ ہوتے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۵۷): اسلامی کتابوں کے ذریعہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینے پر آپ کا کیا موقف ہے؟

جواب: اسلامی لٹریچر اکثر مسلمانوں کے لئے تیار کیا جاتا ہے اور غیر مسلموں کے لئے جو لٹریچر تیار کیا جائے گا اس پر سیرت رسول ﷺ کے مطابق لفظ ''اسلم تسلم'' (اسلام قبول کرلو محفوظ رہوگے) بھی ہونا چاہیے چونکہ اسلامی لٹریچر میں اس کی کمی ہے اسلئے کافی نہیں ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۵۸): سارے مذاہب دراصل خدا کی طرف جانے کے علیحدہ علیحدہ راستے ہیں اس لئے سب ایک ہیں لوگ جس طرح مختلف سواریوں سے ایک شہر جاتے ہیں ان کی منزل ایک ہوتی ہے؟

جواب: سارے مذاہب ایک نہیں ہو سکتے آپ ایک غلط مثال کے ذریعہ اس مسئلے کو سمجھ رہے ہیں۔ یہ مسئلہ راستہ کا نہیں بلکہ فکر کا مسئلہ ہے۔ آپ کا یہ کہنا ایسے ہی ہے کہ

کانگریس، بی. ایس. پی، بی. جے. پی اور کمیونسٹ سب کے سب ایک ہی ہیں۔ آپ خود اس کو غلط کہیں گے۔ اگر آپ اسکو صحیح بھی بولیں تو خود لوگ آپ کی تردید کریں گے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۵۹): آپ لوگ دعوت کا کام کس طرح کرتے ہیں؟

جواب: انبیاء علیہم السلام کے منہج پر۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۶۰): انبیاء کے منہج پر کس طرح؟

جواب: قرآن وسنت پر تحقیق کر کے انبیاء کے طریقوں کو سیکھ کر اسی منہج پر دعوت کا کام کرتے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۶۱): مسلمانوں کی کئی جماعتیں دعوت کا کام کر رہی ہیں تو کیا وہ علی مناہج الانبیاء ہیں؟

جواب: جماعتوں کا طریقہ بالکل واضح ہے وہ لوگ اپنی جماعتوں، اپنی فکر کی طرف بلا رہے ہیں یہ صحیح نہیں اور نہ یہ دعوت ہے۔ جبکہ قرآن میں اللہ نے فرمایا: ﴿ادع الی سبیل ربك﴾ اسکا معنی یہ ہے کہ دعوت اللہ کے راستے کی طرف ہو نہ کہ کسی جماعت کی طرف۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۶۲): ''وحدۃ الوجود'' کا کیا جواب ہے؟

جواب: دنیا میں اچھی اور بری چیزیں دونوں ہیں، سب کیسے خدا ہو سکتے ہیں؟ اللہ رب العالمین قرآن میں فرماتا ہے:

﴿سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوّاً كَبِيراً﴾ (۱۷:۴۳)

یعنی ''وہ پاک ہے اور وہ (مشرک) جو کچھ کہتے ہیں اس سے کہیں زیادہ اعلی و بلند تر ہے۔'' اللہ کے بارے میں جو سب سے زیادہ مقدس ہستی ہے اس کے

مانتے والوں کے لئے یہ تصور بالکل غلط ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۶۳): اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے تو اس نے ہمیں شرک سے کیوں نہیں بچایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزادی دی رکھی ہے، اور شرک کرنے کے لئے اللہ کی طرف سے کوئی زبردستی نہیں ہے۔ اللہ نے انسانوں کو سماعت، بصارت، عقل وغیرہ دی ہے کہ وہ توحید اور شرک کے درمیان فرق کریں اور اپنے طور پر شرک سے بچنے کی کوشش کرتے رہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۶۴): انسانوں کیلئے صرف انسانی فکر ہی کافی ہے کتابِ الٰہی کی چنداں ضرورت نہیں؟

جواب: اللہ رب العالمین نے اس کائنات کو پیدا کیا اور اس کی وسعت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تو پھر زمین پر زندگی گزارنے کا طریقہ کیسے معلوم ہوگا؟ تو اسی طریقے کو بتلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید کو نازل فرمایا۔ کوئی بھی فیکٹری کمپنی ایک مشین تیار کرتی ہے تو طریقۂ استعمال کی کتاب بھی تیار کرتی ہے ورنہ وہ مشین خریدی ہی نہ جائے گی۔ تو کائنات جو اللہ کی تخلیق ہے کیا یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ ہمیں اس دینا میں تو بھیج دے لیکن اس میں زندگی گزارنے کا طریقہ بتانے کے لئے کوئی کتاب نازل نہ کرے؟ اور وہ کتاب قرآن مجید ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۶۵): کچھ لوگ کہتے ہیں محبت والفت ہی صحیح مذہب ہے؟

جواب: جی نہیں! یہ عیسائیوں کا پروپیگنڈہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کئی صفات ہیں صرف محبت ہی نہیں۔ ہاں محبت بھی ایک اللہ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کے تمام صفات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر ہر ایک آدمی اللہ کے ایک ایک صفت کو لے لے تو ۹۹ر خدا بن جائیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سوپر پاوَر (Super Power) طاقت ہے۔ انسان اس کا تصور اپنے (limit) محدود عقل سے نہیں کرسکتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ تمام

لوگوں، جانوروں، ساری مخلوق کی ساری باتوں کو سنتا ہے اور ان کے متعلق تمام علم رکھتا ہے۔ اس کا تصور ہم نہیں کر سکتے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے صفات انسان کے عقل کے دائرے میں نہیں آ سکتے، لیکن اس بڑی اور عظیم ذات کو انسان اپنی ہی سوچ میں سوچنے سعئی ناکام کرتا ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۶۶): قدیم زمانے میں لوگ علماء کو دیکھ کر ہی اسلام قبول کر لیتے تھے مگر آج؟

جواب: قدیم علماء میں للّٰہیت تھی، جس سے لوگ متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیتے تھے۔ ایک داعی اگر آج بھی اپنے اندر للّٰہیت اور اخلاص پیدا کرلے اور اپنے پہچان والوں اور غیر مسلموں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھے تو آج بھی لوگ اسلام قبول کر سکتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

سوال (۶۷): اسلام نے بت پرستی سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے تو پھر مسلمان کعبہ کے حجر اسود کا بوسہ کیوں لیتے ہیں؟

جواب: واضح رہے کہ بوسہ لینا عبادت کا حصہ نہیں ہے۔ ہم اپنے بچوں کا بوسہ لیتے ہیں تو کیا ہم ان کی نعوذ باللہ پوجا، عبادت کرتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ بوسہ لینا یہ پیار اور محبت کی دلیل ہے۔ آپ ﷺ کے زمانہ میں ۳۶۰ر بت تھے مشرکین سارے بتوں کو پوجتے تھے یعنی مکمل بت پرستی موجود تھی اُس زمانے میں بھی کسی ایک مشرک نے بھی حجر اسود کی پوجا نہیں کی یعنی وہ پوجا کرنے کے لائق چیز نہ تھی۔ ایک زمانہ کے بعد مکہ کے تمام مشرکین مشرف بہ اسلام ہوئے اس کے بعد خانۂ کعبہ سے سارے بت نکال کر پھینک دئے گئے لیکن حجر اسود کو پھینکا نہیں گیا کیونکہ اس کی حیثیت بت کی نہیں تھی۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۶۸): ہندو جو کرتے ہیں مسلمان ان کی مخالفت کرتے ہیں، ہندو لوگ مشرق کی طرف متوجہ ہوکر سورج کی پوجا کرتے ہیں تو مسلمان مغرب کی طرف متوجہ ہوکر نماز پڑھتے ہیں؟

جواب: ہمارا قبلہ ''خانۂ کعبہ'' مکہ میں ہے جو دنیا کا سینٹر ہے مسلمانوں کو اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنی ہے، تو مکہ سے مشرق کی طرف رہنے والوں کو مغرب کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا پڑے گا مکہ کے شمالی سمت میں رہنے والے کو جنوب کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا پڑے گا، اسی مکہ کے جنوب میں رہنے والے شمالی سمت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۶۹): جس طرح ہندوؤں میں ذات پات ہے اسی طرح مسلمانوں میں بھی تو ہے، مسلمانوں میں حجام اور مچھلی پکڑنے والوں سے بھی ہمارے لوگ شادی نہیں کرتے؟

جواب: ایک حجّام کی لڑکی سے نکاح کرنے کے لئے گواہوں کو لے کر اگر قاضی کے پاس جائیں گے تو وہ نکاح پڑھا دیگا۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ اسلامی شریعت میں شادی کے لئے ذات پات کوئی رکاوٹ نہیں۔ یہ ہندو سماج میں رہتے ہوئے ہمارے اندر بھی چھوت چھات کے کچھ اثرات آگئے ہیں۔ آپ ﷺ نے زید بن حارثہؓ کا نکاح ایک قریشی لڑکی زینب بنت جحشؓ سے کرایا تھا اور زید بن حارثہؓ ایک غلام تھے۔

معلوم ہوا کہ ذات پات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں یہ ہندو مذہب سے آئی ہوئی ایک برائی ہے۔ جسے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۷۰): اگر غیر مسلموں کے عقائد اور تہذیب کو اپنانے سے قرآن وسنت میں منع کیا گیا ہے تو پھر بھارت میں غیر مسلموں کی جمہوریت، ڈیموکریسی کو اپنا کر مسلمان دعوت وتبلیغ کے لئے کیوں کھڑے ہیں؟

جواب: قرآن وسنت میں غیر اسلامی عقائد وتہذیب کو اپنانے سے ضرور منع کیا گیا ہے، لیکن جمہوریت کا تعلق نہ ہی عقیدے سے ہے اور نہ ہی تہذیب سے، جیسے ملوکیت ہے، ڈکٹیٹرشپ ہے، فوجی حکومت وغیرہ ہے۔ اسی طرح جمہوریت بھی ہے۔ یہ سب

حکومت کرنے کے الگ الگ طریقے ہیں۔ حکومت کرنے کے ایک طریقے کا نام جمہوریت بھی ہے۔

جمہوریت کا مثبت فائدہ یہ ہے کہ اگر یہاں کی اکثریت اسلام کی تائید میں آجائے تو یہاں اسلامی حکومت بھی قائم کر سکتے ہیں۔ اس ملک میں مسلمانوں کے لئے زیادہ مناسب نظامِ حکومت، جمہوری نظام ہے اور دعوت وتبلیغ کے لئے بھی جمہوریت بہت زیادہ موزوں ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۷۱): اگر دعوتی زندگی میں آپ کو کوئی پریشانی آتی ہے تو آپ اس کا مقابلہ کیسے کرتے ہیں؟

جواب: دعوتی زندگی میں شیطان اپنی مختلف شکلوں (ماں، باپ، بیوی، بچے، بھائی، بہن وغیرہ) میں آکر پریشاں کرتا رہتا ہے، جب میں دعوت کے لئے گھر سے نکلتا تو چھوٹے بچے بیمار ہو جاتے، لیکن میں اللہ پر توکل اور بھروسہ کر کے نکل جاتا۔ ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ ایک دن سفر پر نکلتے وقت میری بچی کو سخت بخار لاحق ہو گیا، اسی دوران میرے سفر کا وقت بھی آگیا میں اللہ پر بھروسہ کر کے یہ کہتے ہوئے گھر سے نکل گیا، اے اللہ! میری اپنی بچی کو تیرے بھروسہ پر چھوڑے جا رہا ہوں۔

دو مہینے کے سفر کے بعد جب میں گھر واپس آیا تو پہلی بیوی کے گھر گیا، اس نے مجھ سے کہا ''جس دن آپ سفر پر گئے اسی دن میں نے خواب دیکھا کہ آپ کی دوسری بیوی کی بچی کو سخت بخار ہے۔'' دوسرے دن میں ایک اپنے بچے کو لے کر ۱۴۰ کلو میٹر کا سفر طئے کر کے آپ کی دوسری بیوی کے پاس پہونچی تو دیکھا کہ آپ کی دوسری بیوی کی سمیہ نامی بچی کو سخت بخار ہے، تو میں اس بچی کو لے کر اپنے گھر چلی آئی اور پھر ایک اچھے ڈاکٹر سے علاج کروایا، ایک ہفتہ میں جب وہ ٹھیک ہوگئی تو اس کی ماں اسے لے کر آئی۔

ایک دوسرا واقعہ: میں آندھرا پردیش ''پنگھنور'' نامی بستی میں رہتا تھا اسی دوران میں نے تین مسلم نوجوانوں کو دعوت کا طریقہ سکھایا۔ ان کی کوشش سے تین ہندو نوجوانوں نے اسلام قبول کر لیا۔ یہ سن کر وہاں کے سارے مسلمان پریشان ہو گئے، چنانچہ مسلمانوں نے میرے خلاف پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کرادی کہ کیرالہ سے ایک جادوگر آ کر بسا ہوا ہے اور اس جادوگر کا کام ہندوؤں کو مسلمان بنانا ہے ہم کو ڈر ہے کہ کہیں ہماری بستی میں ہندو مسلم فساد نہ ہو جائے۔

کچھ دنوں بعد میرے چار نوجوان دوست کیرالہ سے مجھے ملنے کے لئے آئے، تو وہاں کے مسلمانوں نے ایک سیاسی آدمی کو اپنے ساتھ لے کر میرے خلاف پولیس اسٹیشن میں دوبارہ رپورٹ درج کرائی کہ کیرالہ سے اور چار نئے جادوگر آئے ہیں۔ میں جس گھر میں رہتا تھا اس گھر کا مالک وہاں کا V.I.P. آدمی تھا، اس نے مجھ سے کہا کہ تمہارے خلاف پولیس اسٹیشن میں کمپلین دیا گیا ہے اس کے خلاف آپ بھی کچھ کرو، آپ بھی رپورٹ درج کراؤ۔ میں نے ان سے کہا جو کچھ وہ کر رہے ہیں انہیں کرنے دو، اللہ تعالیٰ میری حفاظت فرمائے گا۔ میں مسلمانوں کے خلاف بے بنیاد کمپلین نہیں دونگا۔ میں اللہ سے دعا کرتا رہا۔ ﴿وَقُل رَّبِّ أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ﴾ (۲۳:۲۹)

بہر حال اس رپورٹ کے بارے میں مجھ سے کسی نے پوچھا تک نہیں اللہ کی مدد ایسی ہوئی کہ چند دنوں کے بعد جامعہ دارالسلام عمر آباد والوں نے مجھے عمر آباد بلا لیا۔

تیسرا واقعہ: جنوری ۲۰۰۶ء میں میں حیدرآباد سے بنگلور کے لئے روانہ ہوا، ٹرین میں بیٹھا تو تھوڑی دیر میں ایک نوجوان آیا اور کہا کہ آپ کے بشیر بھائی کو پولیس نے پکڑ لیا ہے، میں نے پوچھا کس سلسلے میں؟ جواب ملا ۳۰ر دسمبر کو بنگلور میں ایک سائنٹسٹ کے قتل کیس میں۔ ایک دو گھنٹہ کے بعد دوسرا فون آیا کہ بیجاپور والے

عبدالرب کو بھی پکڑ لیا گیا ہے، پھر جب میں صبح بنگلور پہنچا تو وہاں معلوم ہوا کہ سید مجیر بھی پکڑ لئے گئے ہیں، پھر تھوڑی دیر کے بعد پتہ چلا کہ مدراس میں صدقۃ اللہ، اور عبداللہ الأکبر بھی پکڑ لئے گئے ہیں۔ مدراس کے کسی اخبار نے بشیر بھائی کا فوٹو دے کر لکھا کہ یہ دراصل دہشت گرد تنظیم کے صدر ہیں۔ دو تین دن سوال و جواب کے بعد انہیں چھوڑ دیا گیا، پھر بشیر بھائی بنگلور آئے تو بنگلور کی پولیس نے انہیں پھر پکڑ لیا اور پھر دو تین دن کے بعد چھوڑ دیا۔

سید مجیر میرے داماد ہیں۔ ان کے گھر سے مجھے فون آیا کہ ان کے گھر میں کوئی بھی کھانا نہیں کھا رہا ہے۔ میں نے ان سے کہا: ''آپ لوگ کھانا کیوں نہیں کھا رہے ہیں کیا آپ کو اپنے بچے سے یہ توقع ہے کہ وہ دہشت گرد ہے''؟ انہوں نے جواب دیا نہیں نہیں۔ میں نے کہا: مجیر پولس اسٹیشن میں خیریت سے ہیں اور انہیں وقت پر کھانا دیا جا رہا ہے دو دن میں وہ واپس آ جائیں گے۔ اپنی تسلی کے لئے آپ کسی وکیل سے مشورہ کر لیجئے۔ بنگلور کے پولیس کمشنر اور اسٹیٹ لیول کے عہدیدار اور C.I.D. ڈپارٹمنٹ کے عہدیدار سب کی مجلس میں مجیر کو حکم دیا گیا کہ ''جہاد'' کے موضوع پر درس دیں، مجیر نے سب کے سامنے یہ درس دیا، پولس کمشنر نے مجیر سے پوچھا: یہ درس تم مسلم نوجوانوں کو کیوں نہیں دیتے ہو؟ مجیر نے کہا: کہ میرا کام ہی مسلم نوجوانوں کو درس دینا ہے۔ پھر دو تین دن کے بعد مجیر کو بھی پولیس نے چھوڑ دیا۔

دعوت کے میدان میں ہم کام کریں گے تو کبھی کبھی چھوٹی چھوٹی آزمائشیں آئیں گی بڑی بڑی آزمائشیں انبیاءؑ کیلئے تھیں اس قسم کی آزمائشیں ہم پر نہیں آ سکتی۔

واللہ اعلم بالصواب

سوال (۷۲): کیا مردوں کی طرح عورتیں بھی دعوت کا کام کر سکتی ہیں؟

جواب: عورتوں کے لئے اسلام نے کچھ حدود مقرر کئے ہیں۔ وہ اپنے حدود اور دائرے میں

رہتے ہوئے دعوت کا کام کرسکتی ہیں۔عمر فاروقؓ جیسے جلیل القدر صحابی نے اپنی بہن کی محنت سے اسلام قبول کیا۔عورتوں کوعورتوں کے درمیان ہی کام کرنا چاہیے۔اگر کوئی نومسلمہ عورت ہےتو وہ اپنے گھر کے افراد کو دعوت دے۔ایک نومسلمہ عورت کے دعوت دینے کی وجہ سے ان کی بڑی بہن اپنے شوہر اور ایک لڑکا،لڑکی نے اسلام قبول کرلیا ہے۔

لیڈیز ہاسٹل، ہاسپٹل میں لیڈیز وارڈ، جیل میں لیڈیز سیکشن اور عورتوں کے اسکول کالج اور ایسی فیکٹریاں جن میں صرف عورتیں کام کرتی ہیں۔ایسے گھرانے جس میں صرف عورتیں رہتی ہیں ان تمام جگہوں میں عورتیں بحسن وخوبی دعوت کا کام کرسکتی ہیں۔فون کے ذریعے بھی عورتوں کو دعوت دی جاسکتی ہے۔ہمارے سماج کا آدھا حصہ عورتیں ہیں عورتوں میں کام کرنے کے لئے اسلام میں کچھ حدود ہیں اس لئے عورتوں کو دعوت دینے کے لئے مسلمان عورتوں کو بھی داعی بننا چاہیے۔

بازار میں بھی مردوں کے درمیان جا کر عورت دعوت دے اس کو شریعت نے منع کیا ہے اسی طرح سفر میں عورت کے ساتھ کسی محرم کا ہونا ضروری ہے۔ایک عورت مردوں سے تنہائی میں ملے اس بات کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا ہے حتیٰ کہ گھر کی گاڑی ہوتے ہوئے بھی اس گاڑی میں تنہا ڈرائیور کے ساتھ سفر کرنا منع ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۷۳):ایک عام مسلمان جو دعوتی ذہن رکھتا ہے اور یہ خواہش بھی کرتا ہے کہ میں دعوت کا کام کروں کیا ایسا ممکن ہے؟

جواب: جی ہاں! ایسا ممکن ہے، دعوتی کام کے لئے ایک مسلمان کے اندر اس کی خواہش ہونی چاہیے۔یہ ایک فطری بات ہے۔آپ نے ایک قلم لیا اور وہ بہت اچھا نکلا، تب

آپ اپنے دوست احباب کو بتلائیں گے:''کہ دیکھو یہ بہت اچھا قلم ہے۔''

یہ ایک فطری امر ہے۔اسی طرح ایک مسلمان جس کے اندر یہ احساس ہے کہ اسلام سب سے اچھا اور سب سے سچا مذہب ہے تو یہ فطری بات ہے کہ اس کے اندر یہ خواہش بھی پیدا ہو کہ دوسروں کو اسلام کے بارے میں بتلائے۔ایسے لوگوں کو جمع کر کے ہم لوگ دس دن کا کیمپ منعقد کرتے ہیں۔اور آپ کی خواہش کو ایک صلاحیت میں بدلنے کی کوشش کرتے ہیں اس سے آپ کو کام کرنا آسان ہو جائے گا۔انشاء اللہ۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۷۴):کیا صرف قرآن مجید کی آیت پڑھ دینے اور ترجمہ کر دینے سے اور یہ بات بتانے سے کہ خدا ایک ہے محمدﷺ اللہ کے رسول ہیں اِتمام حجت ہوجاتی ہے؟

جواب: ایک مسلمان ہے۔فرض کیجئے کہ اس کی پہچان ایک غیر مسلم سے ہے اس کو کم از کم ایک مرتبہ مذکورہ باتیں سنانے سے وہ مسلمان بچ جائے گا، کیونکہ وہ غیر مسلم نہ بتائے جانے کی شکایت اللہ سے نہیں کرسکتا۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۷۵):آپ سے کئے گئے غیر مسلموں کے سوالات کے جوابات جو آپ دیتے ہیں وہ ہمارے سمجھ میں کیوں نہیں آتے؟

جواب: دعوت کے میدان میں اگر کوئی مدعو سوال کرے تو اس کا جواب ایسا ہونا چاہیے جو اس کے لئے معقول ہو۔آپ لوگ علماء کرام ہیں آپ کے لئے وہ سوال بھی نامعقول ہوگا اور جواب بھی غیر معقول ہوگا۔آپ کو صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ سائل مطمئن ہوتا ہے یا نہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۷۶):ایک غیر مسلم کا سوال ہے کہ قرآن عربی زبان ہی میں کیوں نازل ہوا ہے اس کے علاوہ کسی اور زبان میں کیوں نازل نہیں ہوا؟

جواب: دنیا کی کسی بھی زبان میں اگر قرآن نازل ہوتا تو یہ سوال ہوسکتا تھا۔مثلاً اگر انگریزی

میں نازل ہوتا تو آپ سوال کر سکتے تھے کہ انگریزی ہی میں کیوں نازل ہوا؟

زمین کا نقشہ (Map) آپ دیکھیں گے تو اس میں مکہ سنٹر میں واقع ہے اور اس میں پوری دنیا کے لئے ایک پیغمبر بھیجنا ہے تو ظاہر ہے کہ اسے دنیا کے سینٹر میں بھیجا جائے اور دنیا کا سینٹر مکہ ہے اور وہاں کی زبان عربی تھی اس لئے ''قرآن مجید'' عربی زبان میں نازل کیا گیا۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۷۷): ہم ہندو لوگ جیسا کرتے ہیں مسلمان اس کے خلاف کرتے ہیں۔ مثلاً ہم توّے کے اندرونی حصہ میں روٹی پکاتے ہیں، تو مسلمان اسکے بیرونی حصے پر روٹی پکاتے ہیں ایسا کیوں؟

جواب: توے کے اندرونی حصہ میں روٹی پکائیں گے تو اس سے چپاتی کا چورا توّے ہی میں رہے گا دھیرے دھیرے وہ کالا ہو کر چپاتی میں چپکے گا۔ ایک آدمی اگر توے کے بیرونی حصہ پر چپاتی بنائے گا تو گرم ہوتے ہی وہ چورا باہر گر جائے گا اس طرح چپاتی صاف رہے گی اسی لئے یوپی بہار کے مسلمان توے کے بیرونی حصہ پر چپاتی پکاتے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۷۸): گاندھی اور نہرو نے ملک کی آزادی کے لئے جدوجہد کی، جیل کی سزا کاٹی یہاں تک کہ اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار تھے۔ نتیجہ میں کروڑوں انسانوں کو آزادی ملی ان ساری نیکیوں کے بدلے میں کیا اللہ ان لوگوں کو اجر نہیں دے گا؟

جواب: اللہ تعالیٰ ان کو بدلہ نہیں دے گا کیونکہ اللہ کے نزدیک کسی بھی نیکی کی قبولیت کی شرط ایمان ہے اور یہ دونوں صاحب ایمان نہیں تھے۔ اس لئے انہیں ان کی کسی بھی نیکی کا اجر نہیں ملے گا نیز عمل کی قبولیت کے لئے دوسری شرط اس عمل کا خالص اللہ کے لئے ہونا ضروری ہے۔ ان کا یہ عمل یقیناً اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں تھا بلکہ وہ خود کہا کرتے

تھے: ہم یہ کام اپنے اور اپنے وطن کے باشندوں کے لئے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کی کیفیت کو دیکھتا ہے۔ اور انسان ظاہری کیفیت پر نظر رکھتا ہے۔ آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں؟ گاندھی اور نہرو اللہ سے ثواب کے خواہش مند بھی نہیں تھے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۷۹): آپ ہمیشہ اُمت کا لفظ استعمال کرتے ہیں اس سے کون سی جماعت مراد ہے، اس سے کوئی خاص جماعت مراد ہے یا سارے مسلمان؟

جواب: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ﴾ (۲۱:۹۲)

''بلا شبہ یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے، اور میں تمہارا رب ہوں، لہٰذا تم میری ہی عبادت کرو۔''

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ﴾ (۲۳:۵۲)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی مراد وہ تمام انسان ہیں جو حضرت آدمؑ سے لے کر قیامت تک اللہ، رسول، فرشتوں، کتابوں، آخرت پر ایمان رکھتے ہوں گے۔ اس کے علاوہ ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ (۳:۱۱۰)

اس آیت میں ''امۃ'' سے مراد ''امت محمدیہ'' ہے۔

نیز اسی معنی میں ''امۃ'' کا لفظ میں بار بار استعمال کرتا ہوں۔ موجودہ کسی جماعت، فرقہ یا کوئی گروہ مراد نہیں ہے۔ اور دعوت کا ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ غیر مسلموں کو امۃ محمدیہ میں تبدیل کرنا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ 'دعوت' سے مراد کسی خاص جماعت، گروہ یا فرقہ کی طرف بلانا ہے۔

لفظ ''اُمت'' میں سارے فرقے شامل ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں ۷۲؍فرقے تھے اور میری اُمت میں ۷۳؍فرقے ہونگے۔''

اس حدیث میں ایک قابلِ غور بات یہ ہیکہ ۷۳؍فرقوں میں سے ہر فرقہ کو اسی امت کا ایک جزء تسلیم کیا گیا ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۸۰): سارے ہی مذاہب سبزی ترکاری کھانے کو ترجیح دیتے ہیں لیکن اسلام گوشت کو ترجیح دیتا ہے ایسا کیوں؟

جواب: .Veg, Non-veg سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ اس کا تعلق فطرت(Nature) سے ہے یعنی حیوانات میں ترکاری اور گوشت کھانے والے جانوروں میں ایک بنیادی فرق ہے جیسے گائے، بھینس، بکری ویجیٹرین ہیں اور کتا، بلی شیر وغیرہ نان ویجیٹرین ہیں کیوں کہ ان کو ''کونچلی'' ہوتی ہے اور چوں کہ انسان کو بھی ''کونچلی'' ہوتی ہے لہٰذا انسان بھی گوشت کھاتا ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۸۱): اسلام قبول کرنے کے بعد اگر مہاجر کو اس کے گھر والوں نے گھر سے نکال دیا اور ہم نے اس کو پناہ دی تو اسکو اور ہمیں بھی سماج کی طرف سے دھمکی دی جاتی ہے تو ایسی صورت میں اس کی کفالت کیسے کریں؟

جواب: کیا ہماری ایمانی غیرت اس بات کو برداشت کریگی کہ ایک مشرک اللہ پر ایمان لاکر مصیبت میں پھنس گیا تو ہم اسے دشمنوں کے حوالے کردیں؟ ہرگز نہیں ضعیف سے ضعیف مسلمان بھی اپنی جان کی بازی لگا کر اس کی حفاظت کے لئے تیار ہو جائے گا لہٰذا ایسی صورت میں چاہیئے کہ پوری امت متحد ہو کر اس مسئلے کو حل کرے۔ انسان اپنے فطرت کے اعتبار سے **دوقسم** کے ہوتے ہیں۔

(۱) ایک وہ فطرت جو جلد جھجک اور خوف محسوس کرتی ہے۔

(۲) دوسری فطرت وہ ہے جس میں ہمت اور بہادری پائی جاتی ہے۔

بھارتی مسلمانوں کی قیادت کرنے والے اکثر لوگ پہلی فطرت کے ہیں جو چیونٹی سے بھی ڈر جاتے ہیں۔ لیکن عوام میں کچھ لوگ ہاتھی کی طرح ہمت والے بھی ہیں لہٰذا ایسے بلند و باہمت والے لوگوں کے سامنے ایسے مسائل رکھنا چاہیے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۸۲): بھارت میں اکثریت ہندوؤں کی ہے پھر بھی یہ لوگ مذہبی تبدیلی کے خلاف قانون بنانے میں کیوں کامیاب نہیں ہوئے؟

جواب: ہم انڈیا میں تو رہتے ہیں لیکن برادران وطن کے حالات سے غافل ہیں اس لئے ہزاروں سوالات ہمارے ذہنوں میں پائے جاتے ہیں انہیں میں سے ایک سوال آپ کا بھی ہے، آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بھارت کا سماجی نظام ذات پات پر مبنی ہے۔ یہ انسانی تاریخ کا سب سے خطرناک سماجی نظام ہے، اس نظام کی خطرناکی کی وجہ سے یہ لوگ کہیں نہ کہیں پھنس جاتے ہیں۔ ایسی سنگین مصیبت سے بچنے کے لئے ان کے پاس دو ہی راستے ہیں۔ یا تو وہ خودکشی کرلیں یا تو مذہب تبدیل کرلیں۔ مثلاً: ''ٹرین کے ڈبہ میں 2 ہی دروازے ہیں اگر کوئی ایک دروازہ میں تالا لگا کر بند کردے تو کیا سارے مسافر اس سے راضی ہونگے''؟

ہرگز نہیں، اسی طرح مصیبتوں سے بچنے کے لئے دو ہی دروازے ہیں:

(۱) خودکشی۔

(۲) تبدیلی مذہب۔

مذہبی تبدیلی کا دروازہ اگر بند کردیا جائے تو مصیبتوں سے بچنے کے لئے صرف خودکشی کا ہی دروازہ باقی رہ جاتا ہے۔ مذہبی تبدیلی بھارتی سماجی نظام کے خطرات سے بچنے

کے لئے واحد راستہ ہے ، اسی لئے ہندو عوام اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

سوال(۸۳): دعوت وتبلیغ کے لئے امارت کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی کیا شکل ہو گی؟ تو کیا دیگر مسلم جماعتوں کی طرح دعوتی جماعت بنانے سے اور زیادہ اختلاف و انتشار نہیں ہوگا؟

جواب: ہمارے دعوتی کام کی شروعات سے لے کر آج تک کئی لوگوں نے مجھ سے باصرار کہا کہ میں ایک جماعت بناؤں لیکن میں انکار کرتا رہا، میرے خیال میں امت مسلمہ خود ایک جماعت ہے اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے جس کی بنیاد رکھی ہے وہی ہماری جماعت ہے، ہمارے اسلاف اور ائمہ کرام، مجتہدین کرام، مجددین اور قابل قدر علماء کرام میں سے کسی نے بھی کوئی جماعت قائم نہیں کی۔ ان لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ ایک استاذ اور چند شاگردل کرامت کے درمیان کام کرتے، ہمارے اس ملک میں بھی بیسویں صدی کے بعد سے ہی جماعتیں بنانے کی شروعات ہوئی ہے۔

فی الحال میں اسلافِ کرام کے نقشِ قدم پر کام کر رہا ہوں جس میں اختلاف و انتشار کی گنجائش بھی بہت کم ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۸۴): اگر کسی غیر مسلم محلے میں بعض غیر مسلمین اسلام کی دعوت سے روکتے ہیں تو کیا قرآن ان کے خلاف جنگ کرنے کی اجازت دیتا ہے؟

جواب: آپ کو چاہیے کہ آپ مسلسل دعوت کا کام حکمت کے ساتھ کرتے رہیں اسکے باوجود مدعوین کی جانب سے رکاوٹیں آئیں تو آپ اس محلّہ کو چھوڑ کر دوسرے محلے میں کام جاری رکھیں ان کے خلاف بیان بازی اور جھگڑوں سے پرہیز کریں۔

اور آپ نے جو جنگ کا لفظ استعمال کیا ہے وہ درست نہیں کیونکہ قرآن میں جنگ کا حکم دینے کے لئے ایک اسلامی ریاست اور خلیفہ کا ہونا شرط ہے اور خلیفہ اسلامی

فوج کو حکم دے گا جبکہ غیر حکومتی تنظیموں، اداروں اور افراد کو اس کی اجازت نہیں ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۸۵): قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ (۳۶:۱۰) **”آپ کا ان کو ڈرانا اور نہ ڈرانا دونوں برابر ہے وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔“ جب قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ایسا فرمایا دیا تو پھر دعوت کا کام کیوں کریں؟**

جواب: آپ ﷺ نے جب دعوت کا کام شروع کیا تو کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور کچھ لوگ آپ ﷺ کی مخالفت میں کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کی مخالفت میں شدت دکھانے لگے۔ اس وقت اللہ رب العالمین نے ان مخالفین، مشرکین کو حق سمجھنے سے دور کرنے کے لئے ان کے آگے پیچھے سے دیوار حائل کر دی تا کہ وہ حق کو نہ پہچان سکیں۔ ان لوگوں کے لئے اللہ نے قرآن میں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔

اس آیت میں صرف اس قسم کے ہٹ دھرم گھمنڈی، شدت پسند، مخالفین کے بارے میں کہا گیا ہے اور جو لوگ شدید مخالف نہیں ہیں ان کے بارے میں اسی آیت کے اگلے ٹکڑے میں بتایا گیا ہے۔ ﴿إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَن بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ﴾ (۳۶:۱۱)

”نبی ﷺ! آپ کا کام تو ان لوگوں کو ڈرانا ہے جو نصیحت کی پیروی کرتے ہیں اور رحمٰن سے دیکھے بغیر ڈرتے ہیں“۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۸۶): داعی کو اپنے مقام پر کام کرنا چاہئے یا یہ کہ وہ اپنے مقام سے دور جا کر کام کرے؟

جواب: قرآن مجید میں دونوں ہی طرح کے کاموں کیلئے دلیل موجود ہے لیکن اکثر انبیاء کرام اپنی بستی میں رہ کر ہی کام کئے ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیلؑ اللہ نے مصر، شام،

فلسطین اور عراق وغیرہ میں گھوم پھر کر کام کئے۔ آپ ﷺ آخری حد تک مکہ میں دعوتی کام کرتے رہے پھر بحکم خداوندی مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے گئے یہی حال موسیٰ کا بھی تھا۔

اگر داعی کو اپنے مقام پر رہ کر کام کرنے میں کچھ نہ کچھ رکاوٹ پیش آنے کا خدشہ ہو تو اپنے مقام سے باہر نکل کر کام کرنا زیادہ مناسب ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام کو اپنے مقام پر رہ کر کام کرنے میں تکلیف ہونے لگی تو آپ ﷺ نے اپنے مقام کو چھوڑ کر باہر نکل کر کام کرنے لگے۔ بہرحال یہ داعی کے صواب دید پر ہے کہ اسے کہاں کام کرنا چاہئے۔

اس میں دوسرا مسئلہ ایک یہ بھی ہے کہ اگر آپ کا دائرۂ عمل وسیع ہے تو آپ جہاں جہاں مناسب سمجھتے ہیں وہاں وہاں نکل کر کام کریں، یہ زیادہ مناسب ہے۔ بھارت جیسے ایک وسیع ملک میں رہنے والے داعیوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ جہاں جہاں مسلم آبادی ہے وہاں وہاں پہنچ کر ان کے اندر دعوتی بیداری پیدا کریں تو ضرور پورے بھارت میں ملکی سطح پر دعوتی کام پھیل جائے گا۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۸۷): دعوتی پمفلٹ اور کتابیں تقسیم کرنا اور مسجدوں میں بیان دینا اور غیر مسلموں سے شخصی ملاقات کر کے ان کے سامنے اسلام پیش کرنا، ان میں سے کون سا طریقہ رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے؟

جواب: ''کتابیں تقسیم کرنا''، ہمیں کہیں بھی انبیاء علیہم السلام کی سیرت میں نہیں ملتا۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ آپ ﷺ نے حکمرانوں کے نام خطوط روانہ کیا تھا۔ ان دونوں میں ایک بنیادی فرق ہے وہ یہ ہیکہ ہماری کتابیں صرف اور صرف مسلمانوں کے لئے لکھی گئی ہیں۔ جبکہ آپ ﷺ کے خطوط میں یہ الفاظ ہیں **''اَسْلِمْ''** اسلام قبول کرو۔ اور یہ الفاظ ہماری کسی بھی کتاب میں موجود نہیں۔ اس لئے ہماری ساری کتابیں سنتِ نبوی ﷺ کے طریقۂ دعوت سے خالی ہیں۔ آپ ﷺ کے خطوط کی طرح اگر کوئی خط، رسالہ، پمفلٹ اور کتابیں لکھی جائیں تو درست ہے۔

مسجدوں میں بیان کرنا

یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہ مسلمانوں کے لئے ہے غیر مسلموں کے لئے اگر کوئی بیان دے جس میں وہ غیر مسلموں سے مخاطب ہو اور انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دے تو یہ بھی دعوت میں داخل ہے۔ لیکن آج کے حالات میں مضامین ہوں یا خطابات ہوں ''اسلم'' کے انداز سے خطاب کرنا مناسب نہیں ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۸۸): قرآن عربی ہی میں کیوں؟ جبکہ عالمی زبان انگریزی ہے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو سارے جہان کے لوگوں کیلئے پیغمبر اور رسول بنایا۔ اس لئے زمین کے سنٹر میں آپ کو نبی بنا کر بھیجا اور چونکہ وہاں کی زبان عربی تھی اس لئے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ عربی زبان دوسری زبانوں کے مقابلہ میں خاص صفت رکھتی ہے۔ یعنی ہر زبان کے ۴۰، ۵۰ سال گزرنے کے بعد اس کے تلفظ میں تبدیلی آجاتی ہے۔ اگر سو سال قبل کی کتابیں اٹھا کر پڑھنے کی کوشش کریں تو آپ کی سمجھ میں کچھ نہیں آئے گا۔ ۱۴۰۰/ چودہ سو سال قبل کی ان پڑھ قوم نے جس طرح قرآن مجید کو سمجھ لیا اسی طرح آج کے نئے دور کے یونیورسٹی کے پروفیسر بھی قرآن پڑھ کر سمجھ لیتے ہیں۔ یعنی کتنا ہی زمانہ اس زبان پر گزرے زمانے کے گزرنے سے اس زبان میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی ہے۔

آپ کے سوال کی ایک کمزوری یہ ہے کہ قرآن دنیا کی کسی بھی زبان میں نازل ہوتا تب بھی آپ یہی سوال کرتے۔ مثلاً اگر انگریزی میں آتا تو سوال کرتے کہ انگریزی ہی میں کیوں؟ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۸۹): کیا دعوت الی اللہ کا کام عورتوں پر بھی فرض ہے؟

جواب: قرآن میں جہاں جہاں **"یاأیھاالذین اٰمنوا"** کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔اس کے مخاطب صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتیں بھی ہیں۔اسی طرح دعوت سے متعلق جو حکم آیا ہے وہ ساری امت کے لئے ہے کیا عورتیں امت میں داخل نہیں؟

آپ کو معلوم ہے کہ عمر بن خطابؓ جیسے زبردست انسان نے اپنی بہن کے ذریعہ اسلام قبول کیا۔حضرت ابوطلحہؓ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کی دعوت سے ہی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

اسلامی تاریخ میں اسلام کی دعوت وتبلیغ میں عورتوں کا بڑا کردار رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ تاتار نے مسلم مردوں کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں کو لونڈی بنالیا۔تو ان عورتوں نے تاتاریوں کے گھروں میں دعوت وتبلیغ کا کام شروع کر دیا جنکی محنت سے تاتاری قوم رفتہ رفتہ مسلمان ہوگئی۔یہ سارے واقعات ہماری عورتوں کو معلوم نہیں ہیں اس لئے وہ اس قسم کے سوالات کرتی ہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۹۰): غیر مسلم عورتوں کو کس طرح دعوت دی جائے؟

جواب: دعوتِ دین ایک اہم کام ہے دین کے آداب واصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کام کو کرنا چاہیے۔اگر آپ کے گھر میں کوئی غیر مسلم عورت کام کرتی ہو تو آپ اپنے اہل وعیال کی موجودگی میں اس کو دین اسلام کی دعوت دیں لیکن تنہائی میں آپ اس سے بات نہ کریں۔اسی طرح اگر غیر مسلم پڑوسیوں سے آپ کے تعلقات اچھے ہوں تو ان کے اہل وعیال کی موجودگی میں ان سبھوں کو اسلام کی دعوت دیں لیکن وہاں بھی آپ تنہائی میں بات نہیں کر سکتے۔آپ کا مقصد اگر صحیح ہے تو آپ شریعت کی پابندی اور حدود اسلامی کی پاسداری کریں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۹۱): .V.H.P جیسی متشدد جماعتیں بھارت میں ہیں تو کیا دعوت کا کام کرنا مشکل نہ ہوگا؟

جواب: اگر سارے کے سارے .V.H.P والے مل جائیں تب بھی وہ سب ایک ابوجہل کے برابر نہیں ہو سکتے۔اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ابوجہل، ابولہب ولید بن مغیرہ، عتبہ، شیبہ، امیہ بن خلف اور اس طرح کے دیگر افراد موجود تھے پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتی کام کیا۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۹۲): انڈیا میں ٪۸۰ فیصد سے زائد لوگ ہندو ہیں تو وہ لوگ انڈیا میں کیوں مذہبی تبدیلی کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں؟

جواب: ان لوگوں کو ملک کی حقیقت معلوم ہے کہ یہاں کی عوام کو اسلام پسند ہے اگر سخت قانون نہ رہے گا تو وہ اسلام قبول کر لیں گے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۹۳): ٪۸۰ فیصد ہندو ہوتے ہوئے مذہبی تبدیلی روکنے کے قانون کو کیوں پاس نہیں کر سکتے؟

جواب: ان میں اکثریت مذہبی تبدیلی کی تائید میں ہیں اس لئے وہ اس قانون کو نافذ نہیں کر سکتے ہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۹۴): کیا بھارت میں دعوت اور اصلاح ایک ہی آدمی کو کرنا چاہیے؟

جواب: جی نہیں! دعوت اور اصلاح دونوں کام ایک ہی آدمی کو نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دونوں دو الگ الگ انداز کے کام ہیں۔اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ انسانوں میں کچھ بہادر ہوتے ہیں اور کچھ کم ہمت والے۔دعوتی کام کے لئے باہمت لوگوں کی ضرورت ہے۔لہٰذا جو ہمت والے افراد ہیں وہ دعوتی کام کریں اور جو لوگ کمزور ہیں وہ اصلاحی کام کریں تبھی اس کا نتیجہ صحیح طور پر سامنے آئے گا۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۹۵): قرآن مجید میں جنگوں سے متعلق جو آیات ہیں، غیر مسلمین کو ان کے بارے میں بڑی تشویش ہوتی ہے اور بہت ساری غلط فہمیاں بھی ہوتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہم کس انداز سے سمجھائیں؟

جواب: انہیں سمجھانے کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں بتلائیں کہ دو ملکوں کے درمیان تعلقات کے مختلف پہلو ہوتے ہیں:

(۱) ڈپلومیٹیکل تعلقات

(۲) جنگی حالات۔

میری عمر ۶۹/سال ہے میری زندگی میں اب تک چین اور بھارت کے تعلقات ڈپلومیٹکل ہی رہے ہیں۔ مگر ۱۹۶۱ء میں ایک تھوڑے عرصے کے لئے بھارت اور چین کے درمیان جنگ چھڑ گئی تھی۔ جنگ سے پہلے کے زمانے میں بھارت کے وزیر اعظم جواہر لال نہرو اور چین کے وزیر اعظم چو انلائی دونوں نے مل کر یہ نعرہ بلند کیا کہ ''ہندی چینی بھائی بھائی۔''

چین اور بھارت کے درمیان تعلقات جتنے اچھے تھے اتنے کسی اور ملک سے نہیں تھے لیکن جب دونوں ملکوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو جنگ کے دوران ہمارے ملک کے (Commander) فوجی سپہ سالار نے بھارتی فوج کو حکم دیا ''آگے بڑھو''، ''چین کو مارو''، ''چینی فوج کو ختم کرو۔''

یہ جنگ کے ماحول کی کمانڈنگ ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ اپنی زندگی میں کچھ مواقع پر جنگ کرنے پر مجبور ہوئے۔ آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں ۲۴/ گھنٹے سے زیادہ تلوار اپنے ہاتھ میں نہیں پکڑی۔ ایسے ماحول میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو قرآنی آیات نازل کی ہیں وہ ساری آیات جنگی حالات سے متعلق ہیں۔

ہر ملک اپنے جنگی ماحول میں ایسے ہی کرتا ہے لیکن ڈپلومیٹیکل حالات میں کوئی بھی اس طرح کی باتوں کو نہیں دوہراتا۔ ابھی ہمارے حالات جنگی نہیں ہیں۔ ان جنگی آیتوں کو دوہرانے والے وہ شر پسند لوگ ہیں جو حالات کو نہیں سمجھتے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۹۶): اگر ہم اپنے پڑوس کے نوجوانوں کو دعوت دیں گے تو کیا ان کے گھر کے دیگر افراد ہمارے دشمن نہیں بن جائیں گے؟

جواب: داعی کو کبھی بھی ایسا نہیں سوچنا چاہیے یہ سب شیطانی وسوسے ہیں۔ ہم کو تو بس اللہ کے حکم پر عمل کرنے کی فکر ہونی چاہیے، پوری دنیا چاہے دوست بن جائے یا دشمن بن جائے ہمیں تو یہ سوچنا ہے کہ اگر میں لوگوں کو اللہ کے دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دوں گا تو اللہ میرے ساتھ کس قسم کا معاملہ کرے گا؟ اللہ رب العزت کو خوش کرنے کے راستے میں جو بھی مصیبت اور پریشانی آئے ان سب پر ہمیں راضی رہنا چاہیے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنگ میں جاتے وقت یہ ہرگز نہیں سوچا کرتے تھے کہ سارے مشرکین ہمارے دشمن ہو جائیں گے، اللہ کی مخلوق ہمارے بارے میں کیا رویہ اختیار کرے گی؟ لہٰذا ہمیں بھی ایسا کبھی نہیں سوچنا چاہیے۔ بلکہ ہم کو یہ سوچتے رہنا چاہئے کہ اس کام کے کرنے کی وجہ سے ہمارا اللہ خوش ہو جائے اور ساری دنیا دشمن ہو جائے تو ساری دنیا مل کر بھی اللہ کی مرضی کے بغیر ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ﴾۔ (تم ان سے مت ڈرو، مجھ سے ڈرو) **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۹۷): قرآن، جنت اور جہنم کے منکر کو کیسے جواب دیں؟

جواب: یہ متکبر اور مغرور لوگ ہیں انکا ابدی ٹھکانہ جہنم ہے ان کے پیچھے اپنے آپ کو ہلاک نہ کریں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۹۸): کیا دعوت وتبلیغ کی وجہ سے مسلمانوں کے آپسی اختلافات کم ہو سکتے ہیں؟

جواب: دعوت وتبلیغ کی وجہ سے مسلمانوں کے آپسی اختلافات کم نہیں بلکہ ختم ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو دعوت کی ذمہ داری ڈالی ہے اس کی تعمیل میں لگے رہیں تو مخالفت کا یہ ماحول انشاء اللہ ختم ہو جائے گا۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۹۹): کیا داڑھی اور سفید کپڑا داعی کے لئے بہتر رہے گا؟

جواب: جہاں تک داڑھی چھوڑنے کی بات ہے تو یہ سنت ہے رہا سفید کپڑا تو آپ ﷺ نے فرمایا:''تم سفید کپڑا پہنو، یہ تمہارے اور تمہارے مُردوں کیلئے اچھا اور عمدہ ہے''(ابن ماجہ، صححہ الالبانی)۔اس لئے جو اچھا اور بہتر ہو اسی کا استعمال کرنا چاہیے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۰۰): ایک عورت اگر اسلام قبول کرے اور اس کا مشرک شوہر رکاوٹ بنے تو اس کے حل کی کیا صورت ہوگی؟

جواب: اگر ایک عورت اسلام قبول کرتی ہے اور اس کی وجہ سے اس کا غیر مسلم شوہر اس کے لئے اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے تو اس کا حل یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے کوئی آدمی اس عورت سے شادی کرے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۰۱): دورانِ دعوت بعض غیر مسلم جدال پر آجاتے ہیں تو ہم ایسی حالت میں کیا کریں؟

جواب: دورانِ دعوت اگر غیر مسلم جدال پر آجائے تو ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ کے مطابق سب سے اچھے جدال پر عمل کر سکتے ہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۰۲): بت پرستی صرف ایک نکتۂ ارتکاز ہے نہ کی بذاتِ خود اس کی پوجا؟

جواب: ''بت پرستی صرف ایک نکتۂ ارتکاز ہے نہ کہ بذاتِ خود اس کی پوجا'' آپ کا یہ دعویٰ

سراسر غلط ہے۔ کیونکہ لاکھوں مورتیوں کو آپ لوگوں نے بنا رکھا ہے اور ان کی الگ الگ مندر ہے۔اور اگر ہر مورتی کی پوجا کرنے والے سے پوچھا جائے کہ یہ کون ہیں جن کی آپ پوجا پاٹ کرتے ہیں تو وہ یہی کہے گا، العیاذ باللہ! خدا ہیں۔ یہ صرف مسلمانوں کے سوالات سے بچنے کا ایک طریقہ ہے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۰۳): اگر کوئی اسلام قبول کرے اور اس کی وجہ سے اس کے گھر والے اسے گھر سے نکال دیں، تو ہم ان کی کفالت کیسے کر سکتے ہیں؟

جواب: اگر کسی مشرک خاندان کے ایک فرد نے اسلام قبول کیا اور اس بنیاد پر اسکے گھر والوں نے اسے گھر سے نکال دیا، تو وہ جو اپنے گھر سے نکال دیا گیا وہ آپ کا بھائی ہے۔ایسی صورت میں آپ اس کی کفالت کریں اور اسکا سہارا بنیں۔ذرا یاد کیجئے! مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کتنی بڑی تعداد میں مکّہ سے مدینہ آئے تھے؟ ایسی حالت میں مدینہ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں مرحبا کہا اور مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنا بھائی بنالیا ان کے لئے ایثار وقربانی کی وہ مثال پیش کی جس کی آج تک نظیر نہیں ملتی۔ہمیں اس فکر کو عام کرنا چاہئیے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۰۴): دعوتی کام کرتے ہوئے دل میں ایک طرح کا ڈر، خوف اور وحشت کی سی کیفیت طاری رہتی ہے، اس کیفیت کو دور کرنے کے لئے کیا کیا جائے؟

جواب: نیکی کا کام کرنے کے دوران دلوں میں جو ڈر، خوف، وحشت، وسوسے، پریشانیاں، محسوس ہوا کرتی ہیں۔ان سب چیزوں کو لانے والا اور پیدا کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ شیطان ہوتا ہے۔اور جو مسلمان شیطان سے قریب رہتا ہے اس کے دل کی یہ کیفیت رہتی ہے کہ ہمیشہ وہ ڈرا، سہما سا رہتا ہے۔لیکن ایک ایسا مسلمان جو اللہ تعالیٰ سے ذکر واذکار کے ذریعہ قریب ہوتا رہتا ہے اس کی ساری دلی بیماریاں دور ہوجاتی ہیں۔اس لئے

چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو اللہ سبحانہ تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ قریب کرلیں اور شیطان سے دور ہوجائیں۔

نیکی کے کاموں میں سب سے اہم کام ''دعوتی کام'' ہے۔اسے انجام دینے والوں میں سرفہرست انبیاء علیھم السلام رہے ہیں۔انکے انتخاب کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیھم السلام بڑی ہمت والے ہوتے ہیں۔لیکن آج کے انسانی سماج میں خوف، ڈر، رکھنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ایسے لوگ جن کے اندر ڈر، خوف سمایا ہوا ہے، دعوتی کام کی خواہش دل میں رکھتے ہوئے بھی دعوتی کام نہیں کر پاتے۔لہٰذا اس کمزوری کو ختم کرنا ضروری ہے۔

قرآن مجید میں اس کی دلیل موجود ہے۔موسیٰؑ کا جہاں بھی قرآن میں ذکر ہوا وہاں ان کے ڈر کی کیفیت کا بھی ذکر ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان کے دل سے ڈر، خوف کو دور کیا پھر اس کے بعد ہی موسیٰؑ نے دعوتی فریضہ کو انجام دیا۔اس بات کو سمجھنے کیلئے ہماری کتاب ''دعوتی دروس'' میں ''داعی کی تربیت'' کی طرف رجوع کریں انشاءاللہ آپ کو اطمینان ہوجائے گا۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۰۵): آج کل غیر مسلم بھائی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جس چیز کی دعوت آپ ہم کو دے رہے ہیں اس کے خلاف آپ کے مسلم بھائی کرتے ہیں جتنے بڑے بڑے گناہ اور معاصی کے کام ہیں اسے مسلمان بھی انجام دے رہے ہیں تو ہم آپ کی دعوت کیوں قبول کریں؟

جواب: گناہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سخت سے سخت عذاب دے گا، گناہ کرنے والا چاہے مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔اللہ کی سزا کو نرک (جہنم) کہتے ہیں وہ انسان کے برداشت کے باہر کی سزا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ تمام کے تمام لوگ اس سزا سے بچ جائیں اگر آپ اس دعوتِ حق کو قبول کرکے اللہ کے فرماں بردار بندہ بن جائیں گے تو اللہ آپ کے سابقہ سارے گناہ معاف کردیگا اور مرنے کے بعد آپ کو انشاءاللہ جنت

الفردوس عطا کرے۔**واللہ اعلم بالصواب**۔

سوال(۱۰۶): ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ **اس آیت کریمہ کے سلسلے میں آپ نے جو یہ کہا کہ ''الناس'' سے مراد غیر مسلم ہیں حالانکہ ''الناس'' کا لفظ عام ہے اسی عمومیت کی وجہ سے سرفہرست مسلمانوں پر اس کا اطلاق مانا گیا ہے۔چنانچہ مسلمانوں میں دعوت وتبلیغ کیلئے بھی اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے براہِ کرم وضاحت فرمائیں؟**

جواب: انڈیا میں ۱۱۲؍کروڑ کی آبادی ہے۔اس میں ''خیر امت'' سے ۲۰ کروڑ مسلمان مراد ہیں۔۹۲ کروڑ غیر مسلم ہیں۔غیر مسلموں تک اسلام پہنچانے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر ڈالی ہے۔امت کی اصلاح کے لئے دوسری آیتیں موجود ہیں۔اس آیت سے جمہور مفسرین نے غیر مسلمین میں دعوت کے لئے استدلال کیا ہے، یقیناً لفظ ''الناس'' عام ہے مگر سیاق میں ''خیر امۃ'' آنے سے لفظ ''الناس'' سے خیر امۃ خارج ہوجاتی ہے۔لہٰذا یہاں پر صرف غیر مسلم مراد ہیں۔اور جو اس فرق کو نہیں سمجھتے وہ اس آیت سے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے استدلال کرتے ہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۰۷): قبولِ اسلام کے اعلان میں اگر خطرہ ہو تو اسلام کو چھپا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: آپ ﷺ کے زمانے میں اسلام قبول کرنے والوں کے لئے جتنے خطرات تھے اتنے خطرات آج انڈیا میں نہیں ہیں اور اگر کسی گھر یا محلّہ میں ایسا ماحول ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ کسی دوسری جگہ ہجرت کرجائے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۰۸): اگر نومسلم کو گھریلو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو تو کیا جگہ تبدیل کرنا ضروری ہے؟

جواب: ایسی حالت میں آپ کو چاہئے کہ آپ اس بھائی کو اپنے گھر میں رکھ لیں اس سے مسئلہ حل ہوجائے گا۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۰۹):غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے کے لئے کلمہ کسی عالم ہی سے پڑھانا ضروری ہے یا اگر وہ خود سے پڑھ لے تو کافی ہو جائے گا؟

جواب: اگر ایک بستی میں ایک آدمی ہے وہ مسلمان ہونا چاہتا ہے تو اس کیلئے خود سے کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے۔لیکن اگر وہ سماج میں رہتا ہے تو اسکا خود پڑھنا کافی نہیں ہے بلکہ اسلام قبول کرنے کا جو طریقہ رائج ہے وہ اس طریقہ پر اسے عمل پیرا ہونا چاہئے۔
واللہ اعلم بالصواب

سوال(۱۱۰): بہت سے لوگ اسلام کو اچھا مذہب مانتے ہیں مگر اپنے خاندان گھر والوں اور معاشرہ سے گھبرا کر اسلام قبول نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کو کیسے ہمت دلائی جائے؟

جواب: سارے غیر مسلموں کو اسلام قبول کرنے میں ایسی ہی رکاوٹیں اکثر و بیشتر رہتی ہیں اس کو دور کرنے کے لئے اللہ کی آیتوں کو انہیں پڑھ کر سنایا جائے اس سے ان کے اندر ایک طرح کی خود اعتمادی پیدا ہو جائیگی۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۱۱): آج اونچی ذات والوں کو کافی حقوق حاصل ہیں، کیا اسلام قبول کرنے کی وجہ سے وہ اپنے حقوق سے دست بردار نہیں ہو جائیں گے؟

جواب: جی نہیں! ان کی اپنی کتابوں میں جو ان کے اپنے حقوق مقرر ہیں ان میں سے آج ایک فیصد بھی انہیں حاصل نہیں ہیں۔آج نچلی ذات کے لوگ دھیرے دھیرے آگے بڑھتے جارہے ہیں۔ بھارت کا صدر جمہوریہ دلت بنا، مسلمان بنا۔آج عورت صدرِ جمہوریہ ہے، یوپی کے الیکشن میں ڈرامائی جیت دلت کو حاصل ہے، جس کے نتیجے میں آج وزیراعلیٰ کی کرسی پر ایک دلت لیڈی مایاوتی ہے۔یعنی آج برہمنزم کی گاڑی پٹڑی سے کھسکتی دکھائی دے رہی ہے اور پوری طرح یہ فلسفۂ ذات پات ناکام ہو رہا ہے اور بظاہر جو حقوق نظر آتے ہیں وہ جمہوری یا قانونی حقوق نہیں ہیں بلکہ وہ ہوشیاری عیاری

اور مکاری سے چھینے گئے حقوق ہیں جن کا دستورِ ہند سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

''ورنا شرم'' نظام ان کا اصل نظام زندگی ہے۔اسی نظام کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے .R.S.S تنظیم وجود میں آئی ہے۔لیکن اب آئندہ دنیا میں یہ نظام قائم نہیں ہوسکتا بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ یہ ان کا ایسا خواب ہے جو قیامت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ برائے نام ایک ہندو راشٹر نیپال تھا لیکن وہ بھی ختم ہوگیا وہاں آج جمہوریت قائم ہوگئی ہے۔دنیا آج اتنی آگے جاچکی ہے کہ وہ اس نظام کو اپنانا تو درکنار اسکی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھ سکتی۔

اسلام قبول کرنے سے جس قوم کی جو صلاحیت ہے اس صلاحیت کے مطابق حقوق ملیں گے۔ بھارت میں سب سے اچھی صلاحیت اونچی ذات والوں کے پاس ہے۔ٹھیک جس طرح آپ ﷺ کے عہد میں قریش تھے اس طرح بھارت کے قریش برہمن ہیں۔اگر وہ اسلام قبول کرتے ہیں تو انڈیا انہیں کے ہاتھ میں ہوگا۔

لہٰذا یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اسلام قبول کرنے سے ان کے حقوق کم نہیں ہوتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۱۲): آپ کا کہنا ہے کہ:''دعوت بہت آسان ہے'' لیکن غیر مسلموں کے عجیب و غریب سوالات نے ہمیں پریشان کر رکھا ہے تو دعوت کو آسان کہنا کہاں تک درست ہے؟

جواب: کارِ دعوت یقیناً آسان ہے لیکن بسا اوقات دعوت کے سلسلے میں تیاری نہ ہونے کی وجہ سے یہ کام کافی مشکل محسوس ہوتا ہے۔مثلاً دو شخص سمندر میں سفر کرنے کیلئے نکلے تو ایک کشتی پر سوار ہوا دوسرا پانی کے جہاز پر۔پانی کے جہاز سے جانے والے کیلئے سفر یقیناً آسان ہوگا، لیکن کشتی میں سفر کرنے والے کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اسی طرح اگر ہم پوری تیاری کے ساتھ اسکو انجام نہیں دیں گے تو مشکلات کا

سامنا کرنا پڑے گا جبکہ ہم باقاعدہ تیاری کے ساتھ کام انجام دیں گے تو یہ کام آسان ہو جائے گا۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۱۳): اگر کسی کو توحید خالص کی دعوت دی جائے تو وہ کہتے ہے کہ آپ لوگ قبر پرستی کیوں کرتے ہیں؟''

جواب: اسلام نے مسلمانوں کو قبر کی زیارت کی اجازت دی ہے قبر سفرِ آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے نیز ایک مومن کو قبر کی زیارت سے آخرت یاد آتی ہے اسی لئے اسلام نے اجازت دی ہے۔ آج قبر پرستی کے طور پر جو کچھ ہو رہا ہے اس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے بلکہ یہ جاہلوں کی ایجاد کردہ ہے۔ اس لئے یہ بات ذہن نشین ہو جانی چاہئے کہ اسلام میں قبر پرستی کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۱۴): ہم بہن کی لڑکی سے شادی کرتے ہیں اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ اسکے کے بارے میں ہم سوال کریں تو آپ مسلمان جواب یہی دیتے ہیں کہ اس کام سے قرآن نے منع کیا۔ اس کے علاوہ کیا آپ کے پاس کوئی ایسا جواب بھی ہے جو ہم کو سمجھ میں آئے اگر ہو تو ہمیں بتلائیں؟

جواب: آج کے سائنسی تحقیق نے یہ بات ثابت کر دی کہ اگر ایک میاں بیوی سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو باپ کا حصہ اس کے اندر زیادہ ہوتا ہے اگر لڑکی پیدا ہوئی تو اس میں ماں کا حصہ زیادہ ہوتا ہے۔ بہن کی بیٹی میں بہن کا حصہ زیادہ رہنے سے گویا وہ بہن سے شادی کرنے کے برابر ہے اس لئے ہم اس کو ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۱۵): آخر ان بے چاروں کا جرم کیا ہے جو اندھے، گونگے، بہرے ہو کر پیدا ہوتے ہیں، ان کو کن گناہوں کی سزا دی جاتی ہے؟

جواب: مالک مخلوق کو اپنی مرضی سے پیدا کرتا ہے۔ جیسا چاہے پیدا کرے اس سے سوال کرنے

کا کسی کو کوئی حق نہیں کیونکہ وہ ساری مخلوقات کا رب ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۱۶): ایک غیر مسلم نے سوال کیا کہ رمضان میں روزہ رکھنے کیلئے چاند دیکھنا کیوں ضروری ہے؟

جواب: آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل دنیا میں دو قسم کے کیلنڈر رائج تھے:

(۱) سولار۔

(۲) لونار۔

اس میں سے اسلام نے لونار کیلنڈر سسٹم کو ترجیح دی ہے کیونکہ یہ سمجھنے کے لئے آسان ہے، جب کہ سولار کیلنڈر کے لئے تاریخ معلوم کرنے کا کوئی ظاہرہ نہیں ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۱۷): غیر مسلم کہتے ہیں کہ مسلمان بہت ناپاک اور گندے لوگ ہیں ہم اس قوم میں کیسے شامل ہو سکتے ہیں؟

جواب: بھارتی عوام میں سے لوگ اسلام قبول کرتے ہیں ان میں آپ جیسے کچھ لوگ بہت پاکیزہ ہیں تو کچھ لوگ بہت گندے ہیں۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو وہ لوگ آپ کو گندے دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کی بستی میں پاکیزہ اور اچھی زندگی گزارنے والے مسلمان بھی موجود ہیں۔ آپ مسلمان ہو جائیں گے تو آپ پاکیزہ زندگی گزار سکتے ہیں۔ ناپاک لوگوں کا تعلق اسلام سے نہیں بلکہ بھارتی نفسیات سے ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۱۸): ہندوؤں کو کیوں کافر کہا جاتا ہے؟

جواب: آپ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کو دعوت دینے کے بعد جو انکار کرتا تھا اس کو کافر کہا جاتا تھا۔ یعنی انکار کرنے والا، آپ لوگوں کو ہم نے دعوت بھی نہیں دی اور نہ ہی

آپ نے انکار ہی کیا۔اس اعتبار سے آپ کافر نہیں ہیں، دوسرے مذاہب والوں کی پہچان کے لئے آپ بھی (Non Hindu) غیر ہندو کہتے ہیں۔اسی طرح کافر یعنی Non Muslim ہے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۱۹): مسلمان کئی فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں ایسی حالت میں اسلام قبول کرنے والے کو کس فرقہ میں شامل کرنا چاہیے؟

جواب: جس فرقہ والے کام کریں گے اگر ان کے ہاتھ پر کسی نے اسلام قبول کیا تو وہ اسے اپنے فرقے میں جمالیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۲۰): کچھ غیر مسلم کہتے ہیں ہم بھی ایک خدا کو مانتے ہیں تب انکا کیا جواب دیں؟

جواب: انہیں یہ جواب دیں کہ: ’’آپ لوگ ایک خدا کو بھی مانتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ کئی خدا کو بھی مانتے ہیں اور ایک خدا کی پرستش نہ کر کے کئی خدؤں کی پرستش کرتے ہیں تو کہاں ایک خدا کو ماننا ہوا؟ حق تو یہ ہے کہ جس ایک کو مانا جائے صرف اسی کو ہی اپنا سب کچھ جانا جائے۔اسی کی تنہا عبادت اور بندگی کی جائے۔اور ہم ایک خدا کو مانتے ہیں تو عبادت بھی اسی کی کرتے ہیں جبکہ غیر کی کبھی نہیں کرتے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۲۱): کیا ایک مسلمان کو دوسرے مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کی اجازت ہے اگر ہے تو کس حد تک اس کی اجازت ہے؟

جواب: آپ ﷺ کے زمانے میں عمر بن خطاب ؓ نے تورات کے ایک ٹکڑے کا مطالعہ کیا آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ میں کاغذ کے ٹکڑے کو دیکھ کر سوال کیا: ’’تمہارے ہاتھ میں یہ کیا ہے‘‘؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا: ’’یہ تورات ہے۔‘‘ یہ بات سن کر آپ ﷺ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، اس کے بعد عمرؓ نے تورات کے اس ٹکڑے کو پھینک دیا۔

اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عام مسلمانوں کو دوسرے مذاہب کی کتابوں کے مطالعہ کی اجازت نہیں۔اسی طرح قرآن مجید کے علاوہ کسی اور مذہب کی کتابوں کو حفظ کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔لیکن ایک مناظرہ کرنے والے کے لئے کچھ حد تک سیکھنے اور دوسرے مذہب کے لوگوں کو جواب دینے کی غرض سے کچھ حفظ کر لینے کی بھی اجازت ہے اگر کوئی مناظر اس مقصد کے لئے سیکھتا اور حفظ کر لیتا ہے تو کوئی حرج کی بات نہیں، ضرورت کی حد تک سیکھا اور حفظ بھی کیا جا سکتا ہے۔مثلاً ہمارے بزرگوں میں مولانا ثناء اللہ امرتسری اور امام ابوحنیفہ جیسے لوگوں نے اپنے مناظرے میں بائبل استعمال کیا ہے۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۲۲): دعوتی میدان میں مدارس اسلامیہ کے طلبہ کیا خدمات انجام دے سکتے ہیں؟

جواب: دعوتی میدان میں مدارس کے طلبہ کافی خدمات انجام دے سکتے ہیں۔اس کے لئے ضروری ہے کہ مدارس کے طلبہ اپنے ہم عمر نو غیر مسلم جوانوں سے تعلقات رکھیں اور اپنے انداز میں ان کو اسلام پیش کریں، طالب علمی ہی کے زمانے سے ہم تجربہ حاصل کرتے رہیں۔اس طرح انشاء اللہ العزیز فراغت کے وقت ایک عالم دین کے ساتھ ساتھ ایک بہترین داعی بھی بن کر نکلیں گے۔

طلباءِ مدارس کو ہماری یہ نصیحت ہے کہ محض جوش و جذبہ سے ہی کام نہ لیں بلکہ ہوش، محبت، پورے تحمل، نرمی اور عاجزی سے کام لیتے رہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۲۳): اسلام اگر اچھا مذہب ہے تو پھر مسلمانوں میں اختلاف کیوں ہے؟

جواب: اسلام اچھا ہے یا برا اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے اگر اختلاف ہے تو اس میں ہے کہ ہم کس طرح ایک اچھا مسلمان بن سکتے ہیں؟ اور ان میں دونوں ہی گروہ اسلام کو اچھا مانتے ہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۲۴): آپ کے دروس سننے سے دل میں دعوت کی تڑپ تو پیدا ہو جاتی ہے لیکن جب ہم دنیاوی مصروفیات میں مشغول ہوتے ہیں تو وہ جذبہ ختم ہو جاتا ہے اس طرح کی کیفیت سے بچنے کے لئے ہماری براہ کرم! کوئی رہنمائی فرمائیں؟

جواب: یہی تو ایک مسلمان کی فطرت ہوتی ہے کہ جب اس کے سامنے اللہ ، رسول ،اسلام کی باتیں کی جاتی ہیں تو اس کے ایمان میں تازگی آجاتی ہے اور اپنے آپ میں ایمان کی زیادتی محسوس کرتا ہے، دل میں شوق وجذبہ ٹھاٹھیں مارنا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن جب یہی مسلمان اپنے دنیاوی معاملات میں مشغول ومصروف ہو جاتا ہے تو شیطان اس کو دین سے غافل کرنے کی اپنی پوری کوششیں صرف کرتا ہے۔ اس کے باوجود ایک عقل مند ذی شعور مومن ایسی حالت مین بھی صحیح رخ اختیار کرتا ہے، اس پر ثابت قدم رہتا ہے، اللہ رب العالمین سے اپنا تعلق مستحکم اور مضبوط کرتا رہتا ہے، شیطان سے ہر وقت پناہ مانگتا رہتا ہے۔

اس لئے جو بھی شخص اپنے آپ کو اللہ سے قریب کرے گا وہ یقیناً کامیاب ہوگا۔ اپنے آپ کو رب سے قریب کرنے کا نام ہی تزکیہ ہے۔ اس لئے ہمیں اور آپ کو اپنے تزکیہ کے لئے زیادہ سے زیادہ محنت اور جدوجہد کرنی چاہئے، اللہ ربا
لعالمین سے اپنی کامیابی کی دعائیں بھی کرتے رہنا چاہیے اور سب سے اہم بات یہ کہ ان تمام کے ساتھ ساتھ ہماری دعوت میں اخلاص کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

یاد رکھئے! اگر ہماری دعوت اخلاص سے خالی رہ گئی تو سمجھیں ساری محنت رائیگاں چلی گئی۔ اعمال کا دارومدار نیتوں ہی پر ہے۔ ''إنما الأعمال بالنیات''۔ (بخاری) **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۲۵): بھارت میں مسلمانوں نے تقریباً ۸۵۲/سال تک حکومت کی لیکن اس کے باوجود ذات پات اور شرک دونوں ہی اپنی اصل حالت پر برقرار رہیں آخر ایسا کیوں؟

جواب: بھارت میں آنے والی ٹیم فاتحین کی تھی جن کا مقصد ہی ملکوں کو فتح کرنا تھا اور فتح کر

کے حکومت چلانا تھا، دعوت یا اصلاح انکا قطعی مقصد نہ تھا۔ حیدرآباد کے حالات ہمیں بخوبی معلوم ہیں۔ وہاں کے نوابوں نے پوری امت کو قبر پرست بنانے میں بہت محنت کی۔ لہٰذا یہ سوال کہ مسلمانوں نے انڈیا پر اتنے طویل عرصے تک حکومت کی پھر بھی ذات پات اور شرک کیوں انڈیا سے ختم نہیں ہوا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ خالص مسلمان نہیں تھے بلکہ وہ برائے نام مسلمان تھے، وہ اپنی مرضی سے حکومت چلاتے تھے۔ اسلام کے اصول وقوانین سے انہیں کچھ لینا دینا نہیں تھا۔ لیکن سارے کے سارے ایک ہی جیسے نہ تھے بلکہ اس میں کچھ اللہ والے بھی تھے جنہوں نے اپنے طور پر دین کی خدمت بھی کی۔ لیکن ان میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے اسلام کو فائدہ نہیں پہونچایا بلکہ نقصان ہی پہونچایا جیسے بادشاہ **اکبر**۔ پوری امت کے علماء نے اس کی مخالفت کی اور اس کے باطل ارادے کو ناکام بنا دیا۔ اسی طرح انڈیا کے ذات پات کے نظام سے انہوں نے فائدہ اٹھایا۔ انڈیا کی اصلاح کرنا انکا مقصد نہیں تھا۔ اسلئے اس بادشاہت کے زمانے میں بہت کم لوگ مسلمان ہوئے زیادہ لوگ اس کے بعد برٹش کے دور میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۲۶): ایران، ترکی، افغانستان، انڈونیشیاء، ملیشیاء جیسے ممالک میں جب اسلام داخل ہوا تو سارے کے سارے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور وہ ممالک اسلامی ممالک میں تبدیل ہو گئے اور بھارت کے اندر بھی اسلام اسی وقت آیا لیکن یہاں وہ صورتِ حال پیدا نہیں ہوئی آخر ایسا کیوں؟

جواب: ہر ملک میں اسلام پھیلنے کے الگ الگ اسباب ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے زمین کے ایک بڑے حصے کو فتح کر لیا اور وہ

اسلامی ممالک بن گئے لیکن افغانستان میں اسلام پھیلنے کے اسباب کچھ مختلف ہیں۔

سب سے پہلے حضرت حسن بصریؒ نے افغانستان جا کر ایک مسجد تعمیر کی اور پھر وہیں سے اسلام کی نشر و اشاعت شروع کی۔ ٹھیک بصرہ ہی کی طرح افغانستان میں بھی مسجد میں مدرسہ شروع کیا۔ اس مدرسہ کے طلبہ کو **طالبان** کہتے تھے۔ آج افغانستان کی تقریباً ۳۰۰۰ تین ہزار مسجدوں میں مدرسے بھی پائے جاتے ہیں کسی میں طلبہ کی تعداد ہزاروں کی ہے تو کسی میں دسیوں کی، یعنی کچھ نہ کچھ طلبہ مدرسوں میں پائے جاتے ہیں گرچہ طلبہ کی تعداد کہیں کم اور کہیں زیادہ ہے۔

ملیشیا اور انڈونیشیا کے لوگ بہت ہی سلیم الفطرت ہوتے ہیں اسی وجہ سے وہاں تھوڑی ہی محنت کے نتیجے میں اکثریت نے اسلام کو قبول کر لیا۔ لیکن انڈیا کے حالات بالکل الگ اور جداگانہ ہیں، یہاں ذات پات کا نظام ہے اور ذات پات کے نظام میں یہ بات ناممکن ہے کہ ایک شخص ایک ذات سے دوسری ذات میں منتقل ہو جائے۔ لہٰذا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ذات پات کی طرح اسلام میں داخل ہونا بھی ناممکن ہے۔ یہ لاعلمی بھی ایک وجہ تھی اور آج بھی ہے پھر بھی اگر اچھی طرح محنت کی جاتی تو یہاں کے لوگ بھی اور ممالک کی طرح پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاتے۔ اور جہاں تک پورے بھارتی لوگوں کے اسلام قبول کرنے کا مسئلہ ہے تو اس کا اندازہ کچھ اس طرح سے لگایا جا سکتا ہے۔ ۲۵٪ لوگ بہت آسانی سے اسلام قبول کر سکتے ہیں۔ اور ۲۵٪ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ان پر مسلمان ۵۰٪ محنت کریں تو وہ اسلام قبول کر سکتے ہیں۔ اور ۲۵٪ لوگوں کے لئے ہر مسلمان ۱۰۰٪ محنت کرے تو وہ اسلام قبول کر سکتے ہیں۔ تاریخِ ہند اس کی دلیل ہے۔

پاکستان ۱۹۴۷ء میں بھارت کا ایک حصہ تھا۔ اس علاقے میں علماء کرام اور

اولیاء کرام نے کافی محنت اور کوششیں کی تو وہ علاقہ مسلمان ہوا، اسی طرح بنگلہ دیش بھی۔ اگر ایسے ہی پورے انڈیا میں محنت کی جاتی تو نتیجہ کچھ اور ہی ہوتا۔ یہ دونوں ممالک اس بات کے بیّن دلیل ہیں کہ اگر انڈیا میں مطلوبہ محنت کی جائے تو انشاء اللہ ضرور پورا کا پورا ملک مشرف بہ اسلام ہوگا۔

امت کے نوجوانوں سے میرا ایک سوال یہ ہے کہ کیا آپ لوگ اس مطلوبہ محنت کے لئے تیار ہیں؟ اگر تیار ہیں تو آیئے ایک ایک قدم آگے بڑھایئے انشاء اللہ اللہ آپ کی مدد کرے گا اور کامیابی آپ کا قدم چومے گی۔

مسلمانوں نے بھارت پر حکومت کی تو ان کا مقصد دوسرا تھا، جبکہ تقریباً ۲۰۰/ صحابہ کرام کا وفد **مالابار** کے علاقے میں دعوت کے لئے آیا اور آج بھی تقریباً ۲۸ صحابہ کرامؓ کی قبریں ایک ہی جگہ موجود ہیں۔

حضرت **مغیرہ بن شعبہؓ** نے **کالی کٹ** میں آکر دعوتی کام انجام دیا جس جگہ انہوں نے اپنا گھر بنایا تھا اس علاقے کا نام آج بھی **"مغیر دار"** ہے۔ ان کے علاوہ **مالک بن دینار، حبیب بن دینار** کے ساتھ ۱۶/افراد کی ایک جماعت بھی آئی۔ **حبیب بن دینار** نے ۱۱/مسجدیں تعمیر کیں۔ اسی وجہ سے **مالابار** کے علاقے میں اسی زمانے سے مسلمانوں کی تعداد کافی ہے۔ اس علاقے میں اسلام کے پھیلنے میں **یمن کے تاجروں** نے بھی ایک اہم رول ادا کیا ہے۔

بھارت کے شمالی علاقوں میں ایران، عراق اور افغانستان سے علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین تشریف لائے اور دینِ اسلام کی نشر و اشاعت کی۔

گجرات کے علاقے میں تابعین کے وفود بڑی کثرت سے آئے۔ جہاں جہاں محنت ہوئی وہاں وہاں ایک حد تک کامیابی ملی۔ مدراس کے قریب **تمیم انصاریؓ**، کیرالہ میں **عدی بن حاتمؓ** اور **مالک بن دینارؓ** کی قبریں ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۲۷): مشرکین سے دوستانہ تعلقات رکھنے سے اکثر لوگ منع کرتے ہیں اس سلسلے میں صحیح اور درست بات کیا ہے؟

جواب: درست اور صحیح بات اس سلسلے میں یہ ہے کہ دعوت اصلاً مشرکین ہی کو دینی ہے اس لئے ان سے دوستانہ تعلقات استوار کرنا انتہائی ناگزیر ہے۔ ہماری دعوت کے لئے ان سے جیسے بھی تعلقات ممکن ہوں رکھنا چاہیئے ۔جیسا کہ آپ ﷺ نے مشرکین کے ایک قائد **ابوطالب** سے تعلقات رکھ کر ان کی کفالت میں دعوتی کام کو انجام دیا۔ **عقبہ** میں جو معاہدہ ہوا تھا اس میں گفتگو کے لئے آپ ﷺ عباس ؓ کو ساتھ لے گئے تھے اس وقت حالانکہ **حضرت عباس ؓ مشرک** تھے۔ معلوم ہوا کہ مشرکین سے تعلقات کی دلیل ہمیں سنت سے ملتی ہے۔ ان سے تعلقات رکھنے میں اپنے دعوتی مقصد کو ہر حال میں ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۲۸): کچھ لوگ ہماری دعوت کو سننا نہیں چاہتے ایسے لوگوں کو ہم اپنی باتیں کیسے سنائیں؟

جواب: ہاں! دعوتی میدان میں کچھ ایسے لوگ بھی مل سکتے ہیں جو ہماری باتیں سننا گوارہ نہیں کرتے، لیکن عموماً ایسا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ حقیقتِ حال یہ ہے کہ اکثریت ہماری باتوں کو بڑے غور سے سنتی ہے۔

اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اگر ایک داعی اپنا کامل تزکیہ کے ساتھ دعوتی کام انجام دے تو لوگ اس کی باتیں سنیں گے اور وہ داعی اپنے مقصد دعوت میں انشاءاللہ ضرور کامیابیوں سے ہمکنار ہوگا۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۲۹): کیا ایک مسلمان بننے کے لئے کسی بھی جماعت کا ممبر بھی ہونا ضروری ہے؟

جواب: اسلامی تاریخ میں یہ جماعتیں بنانے کا سلسلہ اس صدی میں شروع ہوا۔ کہیں ہمیں بھی اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ صحابہ، اسلاف، ائمہ اربعہ اور مجددین میں

سے کسی نے بھی ایسی جماعت بنائی ہو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بغیر جماعت بنائے ہوئے انہوں نے اپنا کام کس طرح انجام دیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عالم اپنے چند شاگردوں کو لے کر کام کرتے تھے، یہ رواج اسلامی تاریخ میں شروع ہی سے ہے۔

امتِ مسلمہ کہنے سے مراد وہ ایک جماعت ہے اس میں سے ایک حصہ کو الگ کرنے کی وجہ سے امت بٹ جاتی ہے۔ اس امت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ﴾۔

ترجمہ: ”تمہاری یہ امت یقیناً ایک ہی امت ہے۔“

آپ ﷺ بھی ہمیشہ: ”اے اللہ میری امت، اے اللہ! میری امت“، دعا فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے اس وِرد کے سمجھنے والے ایک مسلمان کو اسی جماعت ”امت“ میں جم کر رہنا چاہیے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۳۰): کچھ جماعتوں کے لوگ ہمارے پاس آکر کہتے ہیں اگر تم جماعت میں نہیں رہوگے تو جاہلیت کی موت مروگے کیا یہ حقیقت ہے؟

جواب: یہ ایک حدیث کی غلط تاویل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿من فارق الجماعة مات ميتة الجاهلية﴾ ”یعنی جو جماعت سے نکلے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔“ آپ ﷺ کے زمانے میں جو امتِ مسلمہ موجود تھی اس کو جماعت کہنے سے سارے کے سارے مسلمان اس میں شامل تھے۔ اس جماعت میں سے اگر کوئی آدمی نکلے گا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

اگر میں ۱۵،۲۰ لوگوں کی جماعت بنالوں، اور اس جماعت کے افراد سے کہتا

پھروں کہ جو بھی اس جماعت سے نکلے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ یقیناً یہ حدیث کی جھوٹی تعبیر ہے۔ حقیقت میں قرآن وحدیث میں الگ الگ جماعتیں بنانے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۳۱): کیا دعوت انفرادی طور پر دے سکتے ہیں یا اس کیلئے کسی جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے؟

جواب: نماز کیلئے جماعت کو اسلام میں افضل قرار دیا گیا ہے لیکن روزہ کیلئے جماعت ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح دعوت ایک فرد انفرادی طور پر کرسکتا ہے۔ اسی طرح جماعت بنا کر بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر گفتگو انفرادی طور پر ہو تو زیادہ مناسب ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۳۲): ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب کی جو تحریک ہے وہ ''دعوت'' کیوں نہیں جبکہ ان کے یہاں بھی ﴿ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ ﴾ (۶۲:۲) پر عمل ہے؟

جواب: خود **ڈاکٹر ذاکر نائک** کا کہنا ہیکہ یہ ڈبیٹ (Debate) ہے ڈبیٹ کا مطلب ڈاکٹر ذاکر نائک نے مجھ کو خود بتایا کہ میں سوال کرنے والوں کو (Nockout) نوک آؤٹ کرتا ہوں۔ باکسنگ میں سامنے والے کو چت گرادینے کے لئے Nockout کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جبکہ دعوتِ حق کا مطلب سامنے والے کو Nockout نہ کرکے اس کے دل کو جیت کر مطمئن کرنا ہوتا ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۳۳): بعض لوگوں کو اللہ نے علم دیا ہے اور اس کے ساتھ مال بھی دیا ہے، اب صرف اس مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کرکے یہ سمجھنا کہ علم کا حق ادا ہوگیا یہ کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ہر انسان سے جنت کے بدلے میں اللہ کی راہ میں مال اور علم دونوں کو خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس کے پاس دونوں ہوں تو چاہئے کہ وہ دونوں کو خرچ

کرے۔ یعنی علمی صلاحیت کے ساتھ مال بھی۔ دونوں موجود ہوتے ہوئے صرف ایک کو خرچ کرنا دوسرے کو خرچ نہ کرنا درست نہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۳۴): بھارتی مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم ہو رہے ہیں ایسی حالت میں دعوت کو چھوڑ کر مسلمانوں کے دفاع کیلئے کام کرنا چاہیے، اس خیال سے آپ کہاں تک متفق ہیں؟

جواب: علماء کرام نے دعوت کے کچھ مراحل مقرر کئے ہیں۔ وہ مراحل درج ذیل ہیں:

(۱) خفیہ دعوت: یعنی آپ ﷺ نے ابتدائی تین سالوں تک خفیہ دعوت دی ہے۔

(۲) علانیہ دعوت: اس مرحلہ میں مشرکین کی طرف سے بہت سی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اتنی مخالفتیں ہوئیں کہ صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے برداشت سے باہر ہوگئیں۔ مشرکین نے مسلمانوں کو ستا کر ان کا جینا دشوار کردیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے پاس آکر عرض کیا: کہ ہم لوگ پہلے عزت دار تھے، قبول اسلام کے بعد ہمیں ذلیل کیا جارہا ہے۔ آپ ﷺ ہمیں اپنی دفاع کرنے کی اجازت دیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو ابھی ہمیں نماز پڑھنے، صدقہ دینے اور صبر کرنے کا حکم ہے دفاع کا حکم ابھی ہمیں نہیں ملا ہے۔''

اس مرحلہ کو علماء کرام نے ''**دعوت بدون دفاع**'' کہا ہے۔ یہ مرحلہ ہجرت تک رہا ہے، ہجرت کے بعد **دعوت مع الدفاع** کا مرحلہ شروع ہوا۔ مکہ کے مشرکوں کو دعوت دینے سے قبل مسلمانوں کو دِفاع کرنے کا حکم نہیں تھا۔ اس لئے انڈیا میں بھی جب تک سارے مشرکین تک دعوت نہیں پہنچ جاتی تب تک یہی مرحلۂ دعوت رہے گا۔ یعنی **دعوت بغیر دفاع** کے۔

بھارت ایک جمہوری ملک ہے۔ یہاں کے تمام مسائل جمہوری طور پر حل ہونے چاہئے۔ اگر مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے تو اسے مختلف طریقوں سے حکومت کے

سامنے لانا چاہئے ، اگر حکومت انصاف نہیں کرتی تو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہئے ۔
اگر کوئی شخص یا جماعت بذاتِ خود کاروائی کرتی ہے تو یہ ملک کے قانون کے خلاف
ہے اور اس سے ملک کے قانون کی خلاف ورزی بھی ہوتی ہے ۔ تو ایسی صورت میں
چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم حکومت اسے جیل کے سلاخوں کے پیچھے ڈال دیگی ۔
اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ دفاع کے بجائے **''دعوت''** کو اپنائیں اور اپنے برادرانِ
وطن کے سامنے اسلام کا صحیح تعارف کرائیں اور وہ کوئی ایسی حرکت یا کوئی ایسا عمل نہ کر
بیٹھیں کہ وہ ہمیشہ کیلئے جیل یا دوسری سزاؤں کے مستحق قرار پائیں ۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۳۵): کیا ہمارے دعوتی کام انجام دینے سے فرقہ وارانہ فساد نہیں ہوں گے؟

جواب: جی نہیں ! بھارت میں ہر دن کہیں نہ کہیں لوگ مسلمان ہوتے رہے ہیں ۔ اس سوال
کے مطابق روزانہ بھارت میں فرقہ وارانہ فساد ہونا چاہئیے ۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے ۔ یہی
اس بات کی دلیل ہے کہ دعوت کا کام انجام دینے سے انشاء اللہ العزیز کچھ نہیں ہوگا ۔
یہ سارے شکوک وشبہات اور اندیشے شیطانِ لعین کی طرف سے ہوتے ہیں کہ کسی نہ
کسی طرح لوگ دعوت کا کام انجام دینے سے رک جائیں ۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۳۶): ایک غیر مسلم کو اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے لفظ ''اللہ'' استعمال نہ کرکے ''God'' کا لفظ استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: کسی بھی انسان کو اسکا نام نہ بول کر اس کے نام کے ترجمے سے بلانے پر وہ خوش نہیں ہوتا
ہے بلکہ غصہ ہوجاتا ہے اور غضبناک ہوکر کہتا ہے مجھ کو بلانا ہے تو میرے نام سے بلاؤ
ورنہ ہمیں مت بلاؤ ۔ مثال کے طور پر آپ کے والد کا نام ''رحمٰن'' ہے اور اس کا ترجمہ ''
کرونا کرن'' ہے ۔ اگر کوئی آپ کے والد کو ان کے اصلی نام رحمٰن کے بجائے ترجمہ
والے نام سے پکارے تو کیا آپ کے والد یہ پسند کریں گے؟

دوسری بات یہ ہے کہ لفظ اللہ کے برابر کوئی دوسرا لفظ کسی بھی زبان میں موجود
ہی نہیں ہے ۔ اور ایک بات یہ بھی ہے کہ انگریزی میں 'God' کہنے سے انگریز،
عیسائی ایک معنی سمجھے گا ۔ ایک انڈین غیر مسلم کوئی دوسرا معنی سمجھے گا ۔ اسی طرح اگر جین
مذہب کا ماننے والا ہوگا تو وہ اس کا الگ مفہوم سمجھے گا ، اسی طرح بدھ مت کو ماننے والا
'God' سے گوتم بدھ مراد لے گا ، بھارت میں ہزاروں بتوں کو ماننے والے 'God'
سے اپنے اپنے خدا مراد لیں گے ۔ غرض یہ ہے کہ لفظ 'God' بولنے سے ہر قسم کا آدمی
اپنے اپنے اعتبار سے الگ الگ خداؤں کا تصور کر بیٹھے گا جو اصلاً معبود نہیں ہیں بلکہ
سارے کے سارے اللہ کے بندے ہیں ۔ لیکن **''اللہ''** کہنے سے لوگ مسلمانوں کا '
God ' سمجھ لیتے ہیں ۔ اسی لئے اللہ کے نام کے بدلہ میں کسی بھی زبان کا کوئی دوسرا
لفظ استعمال کرنا درست نہیں ہے ۔ اسلام سمجھانے کیلئے بھی لفظِ **اللہ** سے بہتر کوئی
دوسرا لفظ نہیں ہے ۔ لفظ ''God'' کے استعمال سے ''مدعو'' کو اللہ کے بارے میں غلط
فہمی ہونے کا خطرہ زیادہ ہے ۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۳۷): گھر کا ذمہ دار آدمی اسلام قبول کر لیتا ہے لیکن اس کے گھر والے اپنے پرانے مذہب پر قائم رہتے ہیں ایسی صورت میں گھر میں تفریق پیدا ہوجاتی ہے ، کیا ذمہ دار آدمی کے اسلام قبول کر لینے سے گھر کے بقیہ لوگ بے سہارا نہیں ہوجائیں گے؟

جواب: کسی کو اللہ تعالیٰ جلدی ہدایت دیتا ہے تو کسی کو کچھ عرصہ بعد اور کسی کو ہدایت دیتا
ہی نہیں ۔ جب گھر کا ذمہ دار شخص اسلام کو قبول کرتا ہے تو اس کو چاہئے کہ اپنے
گھر والوں کی کفالت کرنا نہ چھوڑے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ انہیں اسلام کی طرف
دعوت بھی دیتا رہے اور ان کے اسلام لے آنے کیلئے اللہ سے دعائیں بھی کرتا رہے ۔
ایسا ہی ایک واقعہ ہے کہ ایک باپ نے اسلام قبول کیا اور ۴/ماہ تک اپنے گھر والوں کی

کفالت بھی کرتا رہا جس کی وجہ سے اس کی بیوی اور ۴؍بچوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

اسی طرح ایک سب پولیس انسپکٹر نے اسلام قبول کیا، بیس؍۲۰ سال ہو گئے لیکن اب تک ان کی بیوی نے اسلام قبول نہیں کیا۔

اسی طرح ایک برہمن ایڈوکیٹ نے اسلام قبول کیا لیکن ان کی بیوی اسلام کی سخت دشمن تھی ایک دن اس نے خودکشی کرنے کے لئے آواز لگائی لیکن بچوں اور پڑوسیوں نے اسے خودکشی کرنے سے روک لیا۔ اس کے بعد اس کے مسلم ایڈوکیٹ شوہر نے اللہ تعالیٰ پر یقین وتوکل کرتے ہوئے اس کے ہدایت کی دعا کی۔ تو اللہ نے ان کی بیوی اور بچوں کو بھی ہدایت دے دی انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۳۸): قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے ساتھ کیا اور بھی دعوت کے طریقے ہیں جو اس ماڈرن دور کیلئے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوں؟

جواب: زمانے کی ترقی سے کیا مراد ہے؟ آج کی ترقی کوئی بنیادی ترقی نہیں ہے بلکہ یہ ایک فروعاتی ترقی ہے۔ اگر ہم سے پہلے کے لوگ مٹی کے پلیٹ میں کھانا کھاتے تھے اور میرے بچپن میں کانچ کے پلیٹ میں کھانا کھاتے تھے، کچھ عرصہ قبل اسٹیل کے پلیٹ آئے پھر پلاسٹک کے پلیٹ آئے تو یہ کوئی بنیادی ترقی نہیں، اگر بھوک لگتی ہے تو ہمیں کھانا کھانا ہے پلیٹ کے بدلنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

لیکن اسلام کی تعلیمات بنیادی ہیں جیسے کہ: ''چوری نہ کرو''، ''حلال کما کر کھاؤ''، ''دوسروں کو ناحق نہ ستاؤ''، ''غریبوں مسکینوں کی مدد کرو۔'' وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام تعلیمات کی ضرورت ہر دور کے انسانوں کیلئے ہے، ایسا بالکل نہیں کہ صرف اُس زمانے کے لوگوں کو ہی اس کی ضرورت تھی اور آج کے لوگوں کو اس کی حاجت باقی نہیں رہی۔ جتنا زیادہ جھوٹ پہلے لوگوں میں پایا جاتا تھا اس سے کہیں زیادہ جھوٹ

آج کے لوگوں میں پایا جا رہا ہے۔ 'جھوٹ' گھٹنے کے بجائے آج پہلے سے دس گنا بڑھ گیا ہے۔ ان حالات میں قرآن وحدیث کی تعلیمات کی ضرورت آج پہلے سے دس گنا زیادہ بڑھ گئی ہے۔ یعنی بنیادی چیزوں میں انسان کی ترقی نہیں ہوئی بلکہ آج وہ مزید تنزلی میں جا رہا ہے۔

ترقی اگر ہوئی بھی ہے تو صرف فروعات میں ہوئی ہے۔ جس کی کوئی خاص حیثیت نہیں ہے۔ پہلے زمانے میں اس بھارت کے کورٹ اور کچہریوں میں کیس (Case) کم ہوا کرتے تھے۔ لیکن موجودہ حالات میں مقدمات کی تعداد پہلے سے کئی گنا زیادہ بڑھ چکی ہے۔ جو کہ گھٹنے کا نام نہیں لے رہی ہے۔ اس لئے موجودہ ترقی یافتہ دور میں بھی قرآنی تعلیمات کی ضرورت تمام انسانوں کو پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔

قرآنی آیات انسانی دلوں کو پاک صاف اور بیدار کرتی ہیں۔ نیز دعوت کا تعلق انسان کے دل سے ہوتا ہے، اس لئے دل کو مخاطب کرنے کیلئے قرآنی آیات سے بہتر کوئی اور چیز ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ انہیں قرآنی آیات کے ذریعہ سے سائنس اور ٹکنالوجی پڑھے ہوئے لوگ آئے دن اسلام قبول کر رہے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

سوال (۱۳۹): اپنے پڑوسی غیر مسلم کو اگر ہم نے دعوت دی تو کیا وہ ہمارا دشمن نہیں بن جائے گا؟

جواب: دعوت دینا اللہ کا ایک حکم ہے کسی بھی حالت میں آپ کو اس سے آزادی نہیں ہے بلکہ آپ کو اللہ کے اس حکم کی تعمیل کرنی ہی ہے۔ اگر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ بھی آپ ہی کی طرح سوچتے تو ایک مشرک تک بھی اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہوئی ہوتی۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اگر آپ

دعوت دیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی لوگوں سے حفاظت فرمائے گا۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ (٥:٦٧)

ترجمہ: اے پیغمبر! جو ارشادات اللہ کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچا دو اور اگر ایسا نہ کیا تو تم اللہ کے پیغام پہنچانے میں قاصر رہے (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا) اور اللہ تمہیں لوگوں سے بچائے رکھے گا بیشک اللہ منکروں کو ہدایت نہیں کرتا۔

ایسی حالت میں آپ اللہ کی حفاظت میں رہیں گے اور کوئی مشرک بھی آپ پر ہاتھ اٹھانے کی ہمت وجرأت نہیں کرسکتا۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۴۰): حکومت ہند کی طرف سے دعوتی کام میں کیا کیا رکاوٹیں پیش آسکتی ہیں؟

جواب: کار دعوت میں حکومت کی طرف سے کیا رکاوٹیں درپیش ہوسکتی ہیں؟ سنیے! دستورِ کے مطابق بھارت کے ہر ایک شہری کو تین طرح کے حقوق حاصل ہیں:

(۱) ہر شہری اپنی پسند کا مذہب قبول کرسکتا ہے۔

(۲) اس مذہب پر آزادی کے ساتھ عمل کرسکتا ہے۔

(۳) اپنے مذہب کی تبلیغ، نشرواشاعت کرسکتا ہے۔

نیز اگر کوئی شخص کسی شہری سے یہ حقوق چھیننے کی کوشش کرے اگرچہ وہ حکومت ہی کیوں نہ ہو عدالت اس کے خلاف بھی کاروائی کرسکتی ہے۔ مزید تفصیل کیلئے کسی وکیل سے رجوع کریں یا دستور ہند کے آرٹیکل ۲۵ تا ۳۰ کو ملاحظہ فرمائیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۴۱): مسلمانوں میں بھی کچھ ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو ''دعوت'' کی مخالفت کرتے ہیں آخر اس کی اصل وجہ کیا ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے دعوت کی مخالفت مختلف وجوہات پر کی جاتی ہے۔ سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ شیطان نے ان کے ذہن ودماغ کو فاسد کردیا ہے اور ان کے ذہن ودماغ میں ایک طرح کا ڈر، خوف اور وحشت پیدا کردیا ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ دعوت کی مخالفت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ کام انبیاء علیہم السلام کا کام ہے یہ مشن انبیاءِ عظام علیہم السلام کا ہے۔

اللہ رب العالمین جب اس مشن کے لئے انبیاء علیہم السلام کا انتخاب کرتا ہے تو ایسے ہی لوگوں کو چنتا ہے جو بڑی ہی ہمت وجرأت والے ہوتے ہیں، جن کے اندر ہمت جواں مردی کوٹ کوٹ کر بھری ہو، پھر انہیں منتخب کر لینے کے بعد انہیں یوں ہی چھوڑ نہیں دیتا بلکہ ان کے یقین اور اطمینان کے لئے کافی اہتمام بھی کرتا ہے۔

اگر ہم لوگوں کا جائزہ لیں تو ہمیں ۱۰ فیصد لوگ ہی باہمت، جری، بہادر اور طاقتور ملیں گے۔ باقی ۹۰ فیصد کم ہمت، کمزور اور ناتواں ملیں گے۔ ہمت والا آدمی برداشت صبر سے کام لے گا جبکہ کمزور قسم کے لوگ مخالفت ہی کریں گے۔ داعی حضرات ایسے لوگوں کا ڈر دھیرے دھیرے ختم کرسکتے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۴۲): کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ محنت ومشقت کرنا گھر کی ذمہ داری کو سنبھالنا دعوت کے مقابلے میں زیادہ راجح ہے ایسا کہنا کہاں تک درست ہے؟

جواب: محنت ومشقت کرنے، گھر کی ذمہ داری سنبھالنے کا جہاں تک سوال ہے تو یہ سب ایک عام انسان چاہے وہ عیسائی ہو یا ہندو، بدھ ہو یا جینی اور سکھ وغیرہ ہو سب کر رہے ہیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپ پر ان ذمہ داریوں کے ساتھ اور ذمہ داریاں بھی ہیں ان میں سب سے محبوب اور اہم ترین ذمہ داری دعوت کے کام کی ہے۔ حضرت **مولانا محمد کلیم**

صدیقی صاحب فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل ’’**دعوت**‘‘ کا عمل ہے۔اس لئے بقیہ ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اس اہم ذمہ داری ’’دعوت‘‘ کو بھی بحسن وخوبی انجام دیتے رہنا چاہیئے‘‘۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۴۳): اگر دعوت کے درمیاں ہمارا مدعو غصہ ہو تو ایسے نازک وقت میں ایک داعی کو کیا کرنا چاہیئے؟

جواب: کارِ دعوت کے لئے جاتے وقت ایک داعی کو تنہا اور اکیلا نہیں جانا چاہیئے بلکہ کسی ایک اور داعی کو بھی اپنے ہمراہ رکھنا چاہیئے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دعوت کے لئے کم از کم دوساتھی نکلیں۔اور جب مدعو ہماری دعوت سن کر غضبناک ہو جائے تو اسے سمجھانا چاہیے،اور ہمیں یہ بات معلوم ہونی چاہیئے کہ اس وقت ہمارا مدعو نہیں بلکہ شیطان غصہ ہوتا ہے۔زندگی بھر کی محنت کو برباد ہوتے ہوئے دیکھ کر وہ خاموش کیسے بیٹھ سکتا ہے؟

ایسی حالت میں ایک ساتھی اسے سمجھاتا رہے اس کے ساتھ ساتھ دوسرا ساتھی آیت الکرسی پڑھ پڑھ کر مدعو پر دم کرتا رہے،اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ غصہ ختم ہو جائے گا اور ہماری بات سننے کے لئے انشاءاللہ تیار ہو جائے گا۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۴۴): ’’حکمت‘‘ کا مفہوم یہ بتایا جاتا ہے کہ دعوت ایسے انداز میں پیش کی جائے کہ دعوت پیش کرنے کے بعد کسی طرح کے اختلاف کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے،اس کی تشریح کیجئے؟

جواب: یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت پر اس زمانے کے لوگوں نے نہ ختلاف رائے رکھا بلکہ انبیاء علیہم السلام کی لوگوں نے جم کر مخالفت بھی کی۔لیکن اس زمانے کی خصوصیت یہ ہے کہ آج کے لوگ اختلاف رائے تو رکھتے ہیں لیکن اس کی مخالفت نہیں کرتے اور اس طرح کے خیالات اور نظریات پیش کرنے والے امت

کے ایسے کم ہمت، کمزور اور ناتواں لوگ ہی ہوتے ہیں جن کے اندر کارِ دعوت کی صلاحیت ہی سرے سے ناپید ہوتی ہے۔نیز ان کے اندر نہ تو شرک وکفر کا مقابلہ کرنے کی ہمت و جرأت ہوتی ہے اور نہ ہی یہ ان کی طاقت اور بس میں ہوتی ہے۔تاریخ میں جب جب اور جہاں جہاں بھی اسلام کی دعوت پیش کی گئی وہاں وہاں شروعات میں حالات بگڑتے ضرور ہیں لیکن اس کے بعد آخر میں کامیابی اسلام ہی کو ملتی ہے۔آپ ﷺ کے زمانے میں حالات اتنے خراب ہو گئے تھے کہ کمزور مسلمانوں کو قتل کیا گیا، مارا، پیٹا اور ستایا گیا، تپتی ہوئی گرم گرم ریت پر لٹایا گیا، رسی میں باندھ کر گھسیٹا گیا، ان پر کئی طرح کے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، انہیں بے گھر کیا گیا، تین سال تک **شعب ابی طالب** میں انہیں قید و بند کی انتہائی تکلیف دہ زندگی گزارنی پڑی غرض یہ کہ مکہ میں مسلمانوں کے حالات اتنے خراب ہو گئے کہ مسلمانوں کا وہاں پر رہنا دوبھر ہو گیا۔اسلئے تاریخ سے ہمیں بات معلوم ہوتی ہے کہ کوئی اعتراض کرے، ہم سے اختلافِ رائے رکھے، مخالفت کرے کسی بھی حالت میں دعوت کے اس کام سے ہمیں پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔

دعوت کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَاداً كَبِيرًا﴾ (۲۵:۵۲) یعنی ’’آپ کافروں کی اطاعت نہ کریں اور ان سے بذریعہ قرآن بڑے زور کا جہاد کریں‘‘۔

قران مجید نے دعوت کے لئے ’’جہاداً کبیرا‘‘ کا لفظ استعمال کیا ہے، اس لئے دعوت میں کسی طرح کی لچک کی گنجائش نہیں خواہ کچھ بھی ہو۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۴۵): مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کی آپسی لڑائی اور جھگڑوں سے کیا اسلام کی عظمت واحترام میں کمی آتی ہے اگر آتی ہے تو ایسی حالت میں دعوت دینے کا کیا فائدہ؟

جواب: اللہ تعالیٰ اس امت کی بہت سی چیزوں کی خود حفاظت کرتا ہے، چنانچہ اس امت کی عزت وناموس اللہ رب العزت کی حفاظت میں ہونے کی وجہ سے اس کے عیوب غیر مسلموں کو سمجھ میں آتے نہیں ہیں سوائے بعض غیر مسلموں کے جنہیں اسلام کے بارے میں معلومات حاصل ہیں۔ نیز ہمارے آپسی اختلافات کی وجہ سے اگر غیر مسلم اسلام سے دور ہوتے ہیں تو ہمیں اللہ رب العالمین ایسی صورت میں دنیا اور آخرت دونوں ہی میں سخت عذاب سے دوچار کرے گا۔

اس لئے جو بھی مسلمان اس قسم کے کسی بھی لڑائی جھگڑے میں شریک ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اس قسم کے لڑائی جھگڑے سے اپنا تعلق توڑ کر اللہ رب العالمین سے معافی مانگیں اور دوسرے لوگوں کو بھی اس سے روکیں جو اس میں شریک ہیں۔ کیوں کہ اللہ کے یہاں ایک مسلمان کی عزت کا بڑا مقام ہے۔ کسی ایک مسلمان کی عزت پر حملہ کرنے پر جہنم کی وعید ہے۔ تو بتلائیے! کسی ایک بستی، شہر، آبادی پر حملہ کرنے والوں کا انجام کیا ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مومن کی عزت، جان، مال دوسرے مومن پر حرام ہے۔'' کسی شخص کے بارے میں غلط بات کہنا انتہائی خطرناک ہے۔ اگر مسلمانوں میں کوئی بھی اختلافی مسئلہ پیش آجائے تو ایسی حالت میں قرآن وحدیث کی طرف لوٹ کر اس مسئلے کا حل تلاش کر لینا مسلمانوں پر فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ (۴:۵۹)

دوسری جگہ فرمایا: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (۴۹:۱۰)

آج امت کو ایسے حالات میں ہزاروں مسائل درپیش ہیں۔ پھر بھی لوگ ہزاروں کی تعداد میں اسلام قبول کر رہے ہیں اس لئے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللَّهِ﴾ **(۳۹۔۵۳)**۔ ''مایوسی کفر ہے۔''

۱۱ر ستمبر کے واقعہ سے قبل اور بعد صرف تین مہینوں میں صرف امریکہ ہی میں **۳۶۰۰۰** / چھتیس ہزار لوگوں نے اسلام کو قبول کیا۔ حالانکہ دنیا کے سارے مذاہب اس وقت اسلام پر حملے کر رہے تھے۔ اس لئے یہ بات واضح ہے کہ دنیا کے لاکھوں پروپگنڈوں کے باوجود لوگ اسلام کی حقیقت کو سمجھ کر اسلام قبول کر رہے ہیں۔ دنیا کے سارے مذاہب اور نظریات کی فطرت یہ ہے کہ وہ مخالفین کے حملوں کی تاب نہیں لا سکتے اور صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے ہیں۔

لہٰذا! **دشمنانِ اسلام** ''اسلام'' کو دنیا سے مٹانے ختم کرنے کے لئے اس پر چاروں جانب سے حملے اور یلغار کر رہے ہیں، لیکن مذہبِ اسلام کی فطرت دیگر مذاہب کے مقابلے میں بالکل برعکس ہے، اسلام پر حملہ ہونے سے اسلام ختم نہیں ہوگا بلکہ اتنا ہی اسلام نکھرے گا، ابھرے گا اور تیزی کے ساتھ پھیلے گا۔

مکہ کے مشرکین اپنی دانست میں یہ سمجھتے تھے کہ ''اسلام'' پر ہمارے حملہ کرنے کی وجہ سے اسلام روئے زمین سے ختم ہو جائیگا لیکن تاریخ شاہد ہے کہ انہوں نے جتنی تیزی سے اسلام پر حملہ کیا اسلام اتنی ہی تیزی سے پھیلا۔

لہٰذا مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اگر اسلام پر کوئی حملہ ہوتا ہے تو عنقریب

اس سے ''**اسلام**'' عروج پر آئے گا۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۴۶): آپ نے دعوتی سنٹر کو صرف علماء کرام کے لئے خاص کر دیا ہے کیا عالمات کے لئے اس میں کوئی جگہ نہیں ہے؟

جواب: ضرور ضرور! میں نے ابھی ابھی یہ کام شروع کیا ہے، اس مصروفیت کی حالت میں بھی میں نے **حیدرآباد** میں ایک عالمہ عورت سے نکاح کیا ہے اور انہیں دعوتی تربیت دی ہے۔ ماشاء اللہ وہاں کی عورتوں میں بھی ان کے ذریعہ دعوت الی اللہ کا کام جاری ہے۔ میرے سامنے جو علماء ہیں ان سے میری مودّبانہ گذارش ہے کہ پہلے آپ لوگ دعوتی کام سیکھیں اور اس کے بعد **عالمہ** عورتوں سے ہی نکاح کریں اور دعوتی کام سکھا کر انہیں کارِ دعوت کے لئے تیار کریں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۴۷): ایک داعی کے تزکیہ کی حد کیا ہے بتلائیں؟

جواب: ایک حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میرا بندہ فرض کے ذریعہ میرے قریب ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعہ اور مزید قریب تر ہوتا ہے اور وہ اتنا قریب ہوتا ہے کہ وہ بندہ جو کچھ بھی مجھ سے مانگتا ہے اسے میں عطا کرتا ہوں اگر وہ پناہ مانگے تو اسے پناہ دیتا ہوں۔''

داعی کے تزکیہ کی حد یہ ہے کہ جو کچھ وہ اللہ سے مانگے اسے وہ مل جائے اور جس سے پناہ مانگے اس سے اسکو پناہ مل جائے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۴۸): کہا جاتا ہے کہ مسلمان سندھ کے راستے سے آئے، یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

جواب: مسلمانوں کی دو جماعتیں بھارت میں آئی ہیں، ایک فاتحین کی جماعت اور دوسری دعاۃِ عظام کی جماعت۔ سب سے پہلے دعاۃِ کرام کا قافلہ آپ ﷺ ہی کے زمانے میں انڈیا آیا اور یہ قافلہ حضرت **عدی بن حاتمؓ** کی قیادت میں سب سے پہلے ''**مالا بار**''

کے ساحل میں (جو کہ آج **کیرالہ** ریاست میں واقع ہے) پہنچا، جس میں تقریباً **۲۰۰**؍ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔ اور فاتحین کی فوج خیبر کے راستے سے آئی اور کچھ دعاۃ افغانستان سے بھی آئے مثلاً **خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ** وغیرہ وغیرہ۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۴۹): غیر مسلموں کی دکانوں میں دیوی دیوتاؤں کی تصویر ہوتی ہیں جن کی وہ لوگ پوجا پاٹ کیا کرتے ہیں اور آپ نے یہ بات کہی کہ ''ہم ان کا پرساد وغیرہ نہیں کھا سکتے۔'' تو ان کی دکانوں سے چاول وغیرہ خریدا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جہاں تک **پرساد** کی بات ہے تو اس کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ غیروں کیلئے چڑھایا ہوا اور ان کو بھینٹ کیا ہوا ہوتا ہے اور شریعت اسلامیہ میں کسی طرح کا بھینٹ غیر اللہ کے لئے چڑھانے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں بلکہ حرام ہے۔ اس لئے غیر اللہ کے نام پر چڑھائی ہوئی کوئی بھی چیز ہم مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور جہاں تک اس دکان میں رکھی ہوئی فروخت کی چیزوں کا مسئلہ ہے تو وہ اس سے الگ ہیں آپ ایسی دکان سے سامان وغیرہ خرید سکتے ہیں کیونکہ وہ فروخت کے لئے رکھی ہوئی ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۵۰): شیخ احمد دیدات کی دعوت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: یہ بات واضح رہے کہ شیخ احمد دیدات ایک انڈین تاجر تھے، آپ جب افریقہ میں مقیم تھے تو وہاں کے پادری آپ سے اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں مختلف سوالات کر کے آپ کو پریشان کرنے کے ساتھ آپ کا استہزا بھی کرتے تھے۔ اس پر انہیں غصہ آیا، بھارت سے کچھ کتابیں منگوائیں جس میں سرفہرست **اظہارِ حق** تھی پھر انہوں نے اس کتاب کا مطالعہ کر کے ان پادریوں کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا اور مقابلہ کرتے

کرتے ایک مناظر بن گئے۔ان کا دائرہ کار افریقہ اور یورپ، امریکہ تک پھیل گیا۔ وہاں کے لوگوں کی نفسیات بھارتی لوگوں کی نفسیات سے مختلف ہے۔مثلاً اگر کوئی بات وہاں کے لوگوں کی عقل وذہن کو اپیل کرتی ہے اگر چہ وہ انکے اپنے مذہب اور عقیدے کے خلاف ہی کیوں نہ ہوتو اس کی وہ تائید کرتے ہیں،لیکن انڈین لوگوں کا مزاج اس کے برعکس ہے یہاں کا عیسائی، ہو یا ہندو،سکھ،جینی اور مسلمان اگر وہ اپنے مذہب کے خلاف کوئی بات سنتا ہے تو سن کر آپے سے باہر ہو کر جذبات میں آجاتا ہے۔چہ جائے کہ وہ مانے یا تائید کرے۔

شیخ احمد دیدات کی خدمات قابل قدر ہیں اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہونا چاہیے۔آپ کی وجہ سے امت کو تین فائدے ملے۔میں سب سے پہلے ان کا پروگرام ۱۹۶۴ء میں کویت میں ٹی۔وی پر دیکھ رہا تھا اسی دوران مجھے یہ تین فوائد معلوم ہوئے۔وہ **تین فوائد** درج ذیل ہیں:۔

(۱) جو کوئی مسلمان شیخ کے محاضرات سنے گا وہ کبھی عیسائی نہیں بن سکتا۔

(۲) عیسائی مشنریوں میں اسلام سے مقابلہ کرنے کی ہمت کمزور ہوگئی۔

(۳) تعلیم یافتہ طبقے میں دوسروں کے سامنے اسلام پیش کرنے کا ایک طرح کا رجحان اور شعور بیدار ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری پرخلوص دعا ہے کہ اللہ رب العزت شیخ کی خدمات کو قبول کر کے انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۵۱):ڈاکٹر ذاکر نائک کی خدمات کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب: ڈاکٹر ذاکر نائک میرے اچھے دوست ہیں اور آپ شیخ احمد دیدات کے شاگرد ہیں، آپ اپنے استاذ کے کام کو اچھے اور مزید مستحکم انداز میں آگے بڑھانا چاہتے ہیں اور

اس کی پیہم کوشش بھی کررہے ہیں۔آپ کے محاضرات اور مناظرے دنیا کی کروڑوں آبادی دیکھتی اور سنتی ہے۔

ایک دن میں نے ڈاکٹر ذاکر نائک حفظہ اللہ سے سوال کیا کہ کیا آپ کا مناظرہ یا محاضرہ سننے کے بعد کچھ لوگ اسلام قبول بھی کر لیتے ہیں؟ فوراً انہوں نے جواب دیا۔''ہم ان لوگوں کو (Nock out) کرتے ہیں۔''(باکسنگ میں سامنے والے کو زیر کرنے کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔)

امت مسلمہ کو یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ مناظرہ کرنا سب کے بس کی بات نہیں،کبھی کبھار دنیا میں کوئی ایک دو پیدا ہوتے ہیں جو صحیح مناظر ہوتے ہیں۔آپ اگر زندگی بھر بھی محنت کریں پھر بھی آپ مناظر نہیں بن سکتے، ہاں اگر آپ نبی ﷺ کی اتباع کریں گے تو آپ ضرور ایک داعی بن جائیں گے۔اسی طرح امت کے ہر فرد کے اندر ایک داعی بننے کی صلاحت موجود ہے۔مناظرے کی قرآن نے چند شرطوں کے ساتھ اجازت مرحمت فرمائی ہے۔میری آپ سے مودبانہ التماس ہیکہ آپ ڈاکٹر صاحب کو مناظرہ کرنے دیجئے اور خود دعوت الی اللہ کا کام انجام دیجئے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ڈاکٹر ذاکر نائک کے کام میں مزید برکت دے نیز ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔آمین۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۵۲):اسلام قبول کرنے کے بعد کیا نام بھی بدلنا ضروری ہے؟

جواب: سیرت نبوی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات ہمیں معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں جو لوگ کفر سے اسلام میں داخل ہوتے تھے ان میں سے اکثر لوگوں کے نام بدلے نہیں جاتے تھے بلکہ صرف وہی نام بدلے جاتے تھے جو شرکیہ ہوتے تھے۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ کا نام عبدالکعبہ تھا اس لئے آپ ﷺ نے ان کا یہ شرکیہ نام بدل کر

ابوبکر رکھا۔لہٰذا نام بدلنا کوئی ضروری نہیں الا یہ کہ شرکیہ نام ہو۔

لیکن آج ہم ایک امت ہیں اور مختلف قوموں کے درمیان رہ رہے ہیں۔ایسی حالت میں کچھ چیزوں کو اختیار کرنا ضروری ہے۔

ہندو، عیسائی ناموں میں سارے کے سارے نام شرکیہ ہی نہیں ہوتے بلکہ کچھ نام اچھے بھی ہوتے ہیں مثلاً سندر، جوزف وغیرہ یہ کوئی شرکیہ نام نہیں ہیں لیکن ہندو اور عیسائی والے نام رکھنے سے امت میں کچھ مسائل پیش آسکتے ہیں۔مثال کے طور پر شادی (وِواہ) کے مسئلے کو لے لیجئے ایک سندر نامی شخص ہے وہ کتنا ہی مخلص پرہیزگار مسلمان کیوں نہ ہو ہمارے مسلم معاشرے میں اس کی شادی ہونی مشکل ہے لیکن اگر شادی ہو بھی جائے تو تاعمر اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ مسائل ضرور رہیں گے، اسے کوئی ستائے گا یا اسکا مزاق اڑائے گا وغیرہ وغیرہ۔اور اگر اس کا انتقال اسی حالت میں ہو جائے تو مسلمان اسے اپنے قبرستان میں دفنانے کی اجازت نہیں دیں گے، اس کے علاوہ اس کے خاندان والے بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم اسکو دفنائیں گے نہیں بلکہ اسے ہم جلائیں گے۔عدالت کے سامنے **سندر** نام پیش کرنے سے عدالت بھی اس کی حمایت کرے گی۔ان سارے مسائل کا واحد حل یہ ہے کہ سندر کی جگہ جمیل نام رکھ لیا جائے انشاءاللہ اس سے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔

۱۹۸۵ء میں میری ملاقات ایک جج صاحب سے ہوئی وہ دو سال قبل مشرف بہ اسلام ہوئے تھے، لیکن انہوں نے ابھی تک اپنا، اپنے بیوی بچوں میں سے کسی کا بھی نام تبدیل نہیں کئے تھے، کئی مسلمانوں نے ان کے پاس جا کر اس سلسلے میں ان سے گفتگو بھی کی۔لیکن وہ کسی بھی حالت میں نام بدلنے کو تیار نہ تھے۔

میں نے ان سے اس طرح گفتگو شروع کی کہ اسلام میں مسلمان ہونے

کے لئے نام بدلنا کوئی ضروری نہیں ہے صرف ایمانیات کو قبول کر لینے کے بعد ارکانِ اسلام پر عمل کرنے سے ایک انسان مسلمان ہو جاتا ہے اگر آپ اس ملک میں تنہا مسلمان بن کر رہتے تو اس میں آپ کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔لیکن معاملہ ایسا نہیں ہے بلکہ آپ کے سامنے یہاں ایک امتِ مسلمہ ہے۔آپ یہاں پر اکیلے مسلمان نہیں ہیں۔بھارت میں ۱۵؍کروڑ آبادی پر مشتمل ایک بڑی قوم ہے آپ کو اس قوم سے بھی کچھ معاملات اور لین دین کرنے ہیں اور یہ لوگ بغیر نام بدلے آپ کو مسلمان تسلیم نہیں کریں گے۔ماشاءاللہ! آپ کی دو دو بچیاں بڑی ہو رہی ہیں، زرا بتلائیے! آپ ان دونوں کی شادی مسلمان سے کرائیں گے یا کسی غیر مسلم سے؟'' تو انہوں نے جواباً کہا: ''ان کی شادی مسلمانوں ہی سے کرائیں گے۔''

میں نے ان سے کہا: تب تو مسئلہ کھڑا ہو جائے گا کوئی مسلمان خاندان آپ کی بچی کو اس نام کے ساتھ اپنی بہو بنانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔آپ ان سے لاکھ کہیں کہ ہم بھی مسلم ہیں لیکن ان کے سامنے آپ کی کوئی بھی حجت قابل قبول نہ ہوگی۔

میں نے ان سے کہا: ''اچھا آپ یہ بتلائیں کہ اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو آپ اپنے آپ کو دفنایا جانا زیادہ پسند کریں گے یا جلایا جانا؟'' کوئی بھی مسلمان آپ کو اپنے قبرستان میں دفنانے کی اجازت نہیں دے گا۔اسی طرح امت مسلمہ کے ساتھ رہنے میں آپ کو کئی معاملات میں رکاوٹیں پیش آسکتی ہیں۔میری ان باتوں کو سننے کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا: ٹھیک ہے! میں خود اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا نام بدل دئے دیتا ہوں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۵۳): بعض حضرات کی طرف سے یہ اشکال آتا ہے کہ دعوت فرضِ عین نہیں بلکہ

فرض کفایہ ہے، اسلئے سارے مسلمانوں کو دعوت کا کام کرنا کوئی ضروری نہیں ہے؟

جواب: سنئے! دعوت فرض ہے اس پر ساری امت کا اتفاق ہے کسی کو اس بات سے انکار نہیں ہے۔ لیکن اگر اختلاف ہے تو فرضِ عین یا فرضِ کفایہ کے بارے میں ہے۔ علماء کرام کی ایک رائے یہ بھی ہے کہ ''مسلم ممالک میں رہنے والوں کے لئے دعوت فرض کفایہ ہے لیکن ان ممالک میں فرضِ عین ہے جس میں مسلم اقلیت میں ہوں۔''

فرض کفایہ کا مفہوم:

''**فرضِ کفایہ**'' کا مفہوم یہ ہے کہ جتنے لوگوں سے یہ فریضہ پورا ہو جائے اتنے لوگ اگر اس فریضہ کو مکمل کر لیں تو یہ فرض کفایہ ادا ہو جاتا ہے۔ مثلاً: ایک میت کو دفن کرنا ہے تو جتنے لوگوں سے یہ کام بحسن وخوبی ادا ہو جائے اتنے لوگوں کی اس میں ضرورت ہے ایسی حالت میں وہ فرض ادا ہو جائے گا۔''

اب اگر ۲۰/کروڑ مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ۲/لاکھ لوگ کام کر رہے ہیں تو ۹۲/کروڑ غیر مسلموں کے لئے کتنے افراد کی ضرورت ہوگی؟

غیر مسلموں میں مسلمانوں کے مقابلے میں ۹/لاکھ افراد کو کام کرنا چاہئے۔ اگر اتنے لوگ یہ کام کرتے ہیں تو یہ کام پورا ہو جاتا ہے۔ لیکن جب فرض کفایہ ادا کرنے کے لئے لوگوں کی (افراد کی) تعداد پوری نہ ہوتی ہو تو ایسی صورت میں یہی فرضِ کفایہ فرضِ کفایہ نہ رہ کر فرضِ عین میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جس طرح غزوۂ تبوک میں آپ ﷺ نے جنگ کو فرض عین قرار دیا۔

اس وقت ہمارے ملک میں تمام مخالفین اور شر پسندوں کی طرف سے اسلام اور قرآن پر آئے دن حملے ہو رہے ہیں، آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر غلط الزامات لگائے جا رہے ہیں، ہمارے مدارس اور مساجد دہشت گردی کے اڈے بتایا جا رہے

ہیں۔ ایسے نازک حالت میں کوئی غیرت مند مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ: یہ کام فرضِ کفایہ ہے اور میں اس فرض سے بریٔ الذمہ ہوں۔ کیا ہم قیامت کے دن اللہ کو یہ جواب دے کر چھوٹ سکتے ہیں؟: ''اے اللہ یہ دعوت کا کام فرضِ کفایہ تھا اس لئے میں نے اس میں حصہ نہیں لیا تو مجھے معاف کر دے۔''

دوسری طرف حالت یہ ہے کہ ہمارے کسی ایک غیر مسلم پڑوسی پر کوئی پتھر گرتا ہے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ ''کوئی مسلمان ہی یہ پتھر مار رہا ہے۔''

اس غلط فہمی کو دور کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کا صحیح تعارف بھی پیش کرنا ازحد ضروری ہے۔ واضح رہے دعوت ہمارا ایک دینی فریضہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ملّی فریضہ بھی ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۵۴): بھارت کی موجودہ صورت حال میں '' حکمت'' و''موعظت'' کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: سب سے پہلے '' حکمت'' و''موعظت'' کا مفہوم قرآن کی روشنی میں بتانے کی کوشش کروں گا، اس کے بعد میں بتاؤں گا کہ بھارت میں اس کا کیا مفہوم ہے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ انسان کے اندر دو انتہائی اہم اجزاء پائے جاتے ہیں:

(۱) دماغ

(۲) دل (قلب)

حکمت کا مفہوم: حکمت کا مفہوم یہ ہے کہ ایسی بات پیش کی جائے جو انسان کے دماغ کو براہِ راست اپیل کرے۔

موعظت کا مفہوم: حکمت وموعظت کا مفہوم یہ ہے کہ ایسی باتیں پیش کی جائیں جو براہِ راست (Direct) دل پر اثر انداز ہوتی ہوں۔ مثلاً: اگر کسی شخص کے سامنے **حکمت** والی بات پیش کرنی ہو، یعنی اس کے ذہن دماغ کو اپنی جانب متوجہ کرنا

مقصود ہوتو اس کے سامنے: ﴿أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ☆وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ☆وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ☆وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ﴾ (۸۸:۱۷۔۲۰) تک کی آیات تلاوت کی جائیں۔

ترجمہ: کیا یہ لوگ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے (عجیب) پیدا کئے گئے ہیں؟ اور آسمان کی رطف کہ کیسا بلند کیا گیا ہے؟ اور پہاڑوں کی طرف کہ کس طرح کھڑے کئے گئے ہیں۔ اور زمین کی طرف کہ کس طرح بچھائی گئی ہے۔

قرآن اہل عرب سے سوال کر رہا ہے کہ: کیا تم اونٹ کو دیکھتے نہیں اسے کیسے پیدا کیا گیا ہے؟ اونٹ کی تخلیق میں عجیب وغریب خصوصیات ہیں ایک عربی شخص اس آیت کو سننے کے بعد فوراً سوچنے پر مجبور ہو جائے گا۔ پھر اللہ رب العالمین دوسر سوال کرتا ہے: ﴿وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ﴾

قرآن کے اس سوال پر ہر انسان سوچنے اور غور وفکر کرنے پر مجبور ہوتا ہی ہے کہ فوراً تیسرا سوال ہوتا ہے: ﴿وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ﴾

اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو ایسے جمایا ہے کہ انسان اس میں تدبر وتفکر کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس پر انسان غور کر ہی رہا ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف سے چوتھا سوال ہوتا ہے: ﴿وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ﴾ کہ وہاں کیا دیکھتے ہو ذرا نگاہ نیچی کر کے زمین پر غور کرو کہ انسانوں کو سکونت پزیر ہونے کے لئے اتنی وسیع وعریض زمین کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیسے بچھائی ہے؟

قرآن کے اس انداز کو جو دماغ کو اپیل کرتا ہے **حکمت** کہتے ہیں۔ اسی طرح دل کو اپیل کرنے والا قرآنی انداز: ﴿إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ☆ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ☆ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ☆ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم﴾ (۸۸:۲۲۔۲۶)

ترجمہ: ہاں جس نے منہ پھیرا اور نہ مانا۔ تو اللہ اس کو بڑا عذاب دے گا۔ بیشک ان کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ہم ہی کو ان سے حساب لینا ہے۔

یہ حکیمانہ انداز ہے کہ جو بھی اعراض کر کے پیٹھ پھیرے گا، اللہ پر ایمان نہ لا کر کفر کرے گا، تو اللہ اسے دردناک اور عذابِ الیم میں مبتلا کرے گا اور ایسے لوگوں کو بھی اللہ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے اللہ رب العالمین سارے لوگوں سے ان کی زندگی کا حساب لے گا، یہ قرآنی انداز جو حکمت وموعظت سے لبریز ہے۔

بھارت میں حکمت وموعظت کا مفہوم:

اب رہا بھارت میں ''حکمت'' و''موعظت'' کا مفہوم، تو وہ یہ ہے کہ ہمارے اس ملک کے مسلمان احساس کمتری کا شکار ہیں ٹھیک اسی طرح جیسا کہ موسیٰ کے کے زمانے میں بنی اسرائیل احساس کمتری کا شکار تھے۔ احساس کمتری کا شکار ہونے والا شخص دعوت کے لئے ایک قدم بھی آگے بڑھانے کے لئے تیار نہ ہوگا، ایسی حالت میں یہ لوگ حکمت کا تقاضا یہ سمجھ رہے ہیں کہ خاموشی اختیار کرنا ہی اصل حکمت ہے۔ یعنی اس کا یہ مفہوم ہے کہ یہ کام بھارت میں نہ کرنے کے برابر ہے، جو کہ سراسر غلط ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ دعوت کا کام انجام نہ دینے کی کبھی بھی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ ہاں حالات کے مطابق اگر کچھ ایڈجسٹ (Adjestment) کرلیا جائے تو یہ ممکن ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

سوال (۱۵۵): مسلمانوں کی خامیاں غیر مسلموں کو اسلام سے دور کر رہی ہیں تو آپ بتلائیں کہ غیر مسلموں کو اسلام کی سب سے زیادہ متاثر کرنے والی کون سی چیز ہے؟ جس کی وجہ سے وہ قریب ہوسکتے ہیں؟

جواب: اسلام میں غیر مسلموں کو متاثر کرنے والی سیکڑوں چیزیں موجود ہیں، بھارتی سماج میں سب سے اہم چیز **اسلامی مساوات** ہے، انڈین سماج ۴؍ہزار سالوں سے مختلف

گروہوں میں بٹا ہوا ہے۔

بھارت میں ۶۵۰۰/ ذاتیں موجود ہیں اور ساری ہی ذاتوں میں سے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ یعنی ۶۵۰۰/ چھ ہزار پانچ سو ذاتوں سے مسلمانوں کا ایک طرح کا رشتہ ہے، اسلئے وہ ۶۵۰۰/ ذاتیں ہمارے اپنے رشتہ دار ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس حقیقت کو جانیں اور سمجھیں۔ لہٰذا ان سے اپنے تعلقات زیادہ سے زیادہ بڑھائیں اور استوار کریں۔

مذکورہ تاریخ کی روشنی میں امتِ مسلمہ کو بھارتی عوام سے گہرے تعلقات اور محبت و الفت اور مودت و ہمدردی رکھنی چاہئے، تب کہیں جا کر وہ لوگ اسلام اور مسلمانوں سے قریب ہوں گے۔ اور یقیناً یہاں کے عوام کو سب سے زیادہ متاثر کرنے والی چیز یہی اسلامی مساوات ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۵۶): میں نے ایک غیر مسلم کو قرآن پڑھنے کے لئے دیا اس نے اپنے مطالعہ کے دوران جنگی آیتیں پڑھ لی اب اگر وہ جنگ کے بارے میں سوال کرے تو ہم سے کیا جواب دیں؟

جواب: آپ کا یہ سوال ایک گمان اور مفروضہ ہے آپ نے نہ کسی غیر مسلم کو قرآن دیا اور نہ ہی کسی غیر مسلم نے آپ سے سوال کیا، اگر حقیقی واقعہ ہوتا تو آپ اس غیر مسلم کا سوال ضرور پوچھتے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۵۷): کافر اور مشرک کے درمیان کیا فرق ہے؟

جواب: مشرک ور کافر کے درمیان فرق:

اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کرنے والا مشرک ہے۔ بھارت میں دیوی دیوتاؤں کو پوجنے والوں کو مشرک کہتے ہیں۔ یہاں پر کئی مندر بنے ہیں اور ہزاروں

دیوی دیوتاؤں کی پوجا، پرستش کی جاتی ہے۔ یہ سارے کے سارے کام کرنے والے مشرک ہیں۔

آپ ان میں سے کسی ایک آدمی کو بلا کر دعوت دیں اور سمجھائیں کہ "شرک" بہت بڑا ظلم ہے، ایک ہی اللہ کو معبود اور پوجا کے یوگیہ (لائق) مان کر اسی کی ہی عبادت کرنی چاہئے، اس کے علاوہ کسی غیر کی عبادت قطعا درست نہیں، جو لوگ اللہ کو مان کر صرف اسی کی پوجا اور بندگی کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کو جنت ملے گی، اور جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی اور دیوی دیوتا وغیرہ کی پوجا پاٹ کرے گا تو انہیں جہنم میں جلنا پڑے گا اور وہاں عذاب ہی عذاب ہوگا، اگر ہم وہاں مرنا چاہیں گے تو وہاں موت بھی نہ آئے گی، اس کی ہولنا کی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں لوگوں کو آگ ،شعلے کے کپڑے پہنائے جائیں گے اور اسی پر بس نہیں بلکہ مزید کھولتا ہوا پانی ان کے سروں انڈیلا جائے گا ...نیز اس کا سب سے ہلکا عذاب یہ ہوگا کہ آگ کی دو جوتیاں پیروں میں پہنا دی جائیں گی جس سے دماغ ہانڈی کے مانند کھول رہا ہوگا جسے یہ عذاب دیا جا رہا ہوگا وہ یہی سمجھ رہا ہوگا کہ اسے جہنم کا سب سے سخت ترین عذاب دیا جا رہا ہے، حالانکہ وہ سب سے ہلکا ترین عذاب ہوگا۔ لہٰذا ہماری آپ سے مخلصانہ درخواست ہے کہ آپ کسی بھی طریقے سے اسلام قبول کر لیں، ہماری محض یہی خواہش ہے کہ آپ اس عذاب سے کسی طرح سے بھی بچ جائیں۔ اسلام قبول کرنے کی صورت میں آپ نرک (جہنم) سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بچ جائیں گے اور آپ کا ٹھکانہ ابدی جنت ہو جائے گا۔

اگر آپ کی یہ دعوت سن کر بھی وہ کہنے لگے: "میرے لئے میرا ہی مذہب ٹھیک ہے، میرے باپ دادا جس مذہب پر تھے میں اسی پر رہوں گا اسی پر جیوں گا اور اسی پر مروں گا"۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے آپ کی دعوت کا انکار کر دیا، اب وہ کافر ہو گیا آپ کی دعوت دینے سے پہلے وہ صرف مشرک ہی تھا لیکن جب اس نے آپ کی دعوت کا انکار کر دیا تو ایسی صورت میں مشرک سے کافر ہو گیا۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۵۸): بھارتی مسلمان آپس ہی میں لڑائی جھگڑے کرتے رہتے ہیں نیز دہشت گردی کی کاروائیوں میں بھی ملوث رہتے ہیں آخر ایسا کیوں؟

جواب: بھارت میں مختلف قومیں آباد ہیں اور آزادی کے وقت سبھوں کی الگ الگ خواہشات تھیں لیکن حکومتِ ہند آزادی کے بعد سبھوں کے خواہشات کی تکمیل کرنے میں ناکام رہی۔ آزادی کے بعد آندھرا پردیش میں فسادات ہوئے، آج تک نکسلیوں نے اپنی کاروائیاں جاری رکھی ہیں۔ یہ سب مسلمان نہیں ہیں۔ آج بھی ہماری فوج میں سکھ رجمنٹ ایک بڑا مقام رکھتے ہیں، ان کی توقعات کو پوری نہ کرنے کی وجہ سے پنجاب میں سکھوں نے بھی ہنگامہ کھڑا کیا اور آج بھی وہ جاری ہے۔ ان کا تعلق نہ تو اسلام سے ہے اور نہ ہی مسلمانوں سے۔

اسی طرح گورکھا بھی ہمارے ملک کی ایک اچھی قوم ہے، گورکھا رجمنٹ بھی ہماری فوج میں ایک اچھا مقام رکھتے ہیں، ان کے بھی سارے مطالبات پورے نہ ہونے پر انہوں نے بھی ہنگامہ کھڑا کیا یہ بھی مسلمان نہیں۔ اسی طرح آسام، اروناچل پردیش، منی پور، ہر جگہ ہنگامہ ہو رہا ہے۔ یہاں کے ہنگامہ کرنے والے بھی مسلمان نہیں ہیں۔

انہیں میں سے ایک ''مسئلہ کشمیر'' کا بھی ہے یہ کوئی بھارت سے الگ نہیں ہے ان کے ساتھ بھارت کے انصاف نہ کرنے کی وجہ سے یہ سارے مسائل کھڑے ہوئے ہیں نیز کشمیر سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ اگر ہنگامہ بھی کرتے ہیں تو امتِ

مسلمہ عام طور پر ان کی حمایت نہیں کرتی اور نہ ہی ان کا ساتھ دیتی ہے، چونکہ بھارتی مسلمانوں کو بھی کافی مسائل درپیش ہیں۔ اسلئے ان سارے مسائل کو جمہوریت کے ذریعے حل کرنا چاہیئے۔ مسلمانانِ ہند کے درمیان کوئی ایسی تنظیم بھی نہیں ہے جو دہشت گردی کی کاروائیوں میں ملوث رہتی ہو، مسلمانوں کی جتنی بھی تنظیمیں ہیں سبھوں کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے مسائل بھی جمہوریت کے ذریعہ حل ہوں۔ انڈین مسلمانوں کے ساتھ کافی ناانصافیاں کی گئی ہیں، سچر کمیٹی کی رپورٹ اس کی واضح دلیل ہے۔ ہم کسی پرتشدد کاروائی میں کبھی بھی شامل نہیں ہوتے بلکہ جمہوریت کے ذریعہ سارے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بھارت میں سب سے بڑی قوم مسلم ہیں مگر یہ ملک کے امن و امان میں کوئی گڑبڑی نہیں پیدا کرتے۔
واللہ اعلم بالصواب

سوال (۱۵۹): کیا ایک شخص کو صرف کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دینا ہی کافی ہے؟

جواب: ایک شخص کو صرف کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دینا بالکل کافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (۶۲:۲)

یعنی: وہی ہے جس نے ان ان پڑھوں میں رسول بھیجا انہیں میں سے وہ اسکی آیات ان پر تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وسنت کی تعلیم دیتا ہے۔ الخ۔ اس آیت کریمہ میں چار چیزیں بتائی جا رہی ہیں۔ جو ایک داعی کو مدعو کے سامنے پیش کرنی ہے۔

(۱) اللہ کی آیات کو مدعو کے سامنے پڑھ کر سنانا۔

(۲) مدعو کا تزکیہ کرنا، یعنی ان کو باطل عقائد واعمال اور ظاہری و باطنی گندگی سے بالکل پاک وصاف کرنا۔

(۳۔۴) قرآن وسنت کی تعلیم دینا۔

یہی سارے داعیوں کی ذمہ داری ہے اگر کسی داعی میں یہ صلاحیتیں مفقود ہوں تو اسے کسی تجربہ کار اور باصلاحیت عالم سے سیکھ لینا چاہیے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۶۰): .V.H.P، بجرنگ دل جیسی شر پسند تحریکیں بھارت میں موجود ہیں۔ ایسی حالت میں دعوتی کام میں بہت مشکل ہے ہم اس کو کیسے انجام دیں؟

جواب: بھارت میں جتنی شر پسند تحریکیں اور اس کے قائدین ہیں سب کے سب مل کر تنہا ابوجہل کے برابر بھی نہیں بن سکتے۔ آپ ﷺ کے سامنے ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ، ابوسفیان، امیہ، ابی بن خلف وغیرہ وغیرہ سیکڑوں بڑی بڑی شخصیتیں موجود تھیں، لیکن ان تمام کے باوجود بھی آپ ﷺ کسی کی بھی پرواہ کئے بعیر اپنا کام کرتے رہے، آخر اس کی کیا وجہ تھی؟

اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کا ایمان ویقین درجہ کمال کو پہونچا ہوا تھا، لیکن آج ہمارا ایمان کیسا ہے؟ یقیناً آج ہمارا ایمان آئس کریم کی طرح ہے، کہ اگر اسے تھوڑی سی دھوپ لگ جائے تو پانی پانی ہوجاتا ہے۔ پہلے آپ اپنا ایمان مضبوط کیجئے اور اسے یقین کے درجہ پر لایئے تب یہ کام آپ کے لئے بھی انشاء اللہ آسان ہوجائے گا۔

واللہ اعلم بالصواب

سوال(۱۶۱): اسلام میں عورتوں کو وراثت میں مرد کا آدھا حصہ ہی دیا جاتا ہے۔ اسلام کے بارے میں ہمیشہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ عدل وانصاف کا مذہب ہے۔ کیا وراثت میں بھی اسلام عورتوں اور مردوں کے درمیان عدل سے کام لیتا ہے؟

جواب: آپ کے سوال کیلئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ایک غیر مسلم ہوتے ہوئے بھی

آپ کے اندر اسلام کو سمجھنے کی ایک تڑپ موجود ہے۔ مذہبِ اسلام انسان کے تمام مسائل کا حل بتاتا ہے، زندگی کے ہر معاملے میں انسان کی صحیح رہنمائی کرتا ہے، اس کو مکمل سمجھنے کے بعد ہی ایک آدمی کو ساری چیزیں سمجھ میں آسکتی ہیں، اگر اس کے صرف ایک ہی ٹکڑے کو دیکھیں گے تو شاید آپ کے لئے اسلام کو سمجھنا مشکل ہوجائے گا۔ مثلاً: ایک خوبصورت گھڑی کو کھول کر اس کے ہر ایک پرزے کو الگ الگ کر دیا جائے تو کیا وہ گھڑی اپنا کام کرے گی؟ کھول کر رکھنے کے بعد بھی کیا وہ گھڑی اپنی خوبصورت باقی رکھ سکے گی؟ اسلام سے حسد رکھنے والے اور اس سے دشمنی رکھنے والے ہمیشہ یہی کام کرتے ہیں کہ اس کے ہر ایک پرزے کو الگ الگ نکال کر بتاتے ہیں۔ آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ آپ اپنے لڑکے اور لڑکی کو عمر آباد سے چینئی بھیج رہے ہیں۔ آپ نے اپنے لڑکے کو ۵۰۰/روپئے دیئے اور اس سے کہا: دونوں کا ٹکٹ اور کھانا تیرے ذمہ ہے۔ اور لڑکی کو صرف ۲۰۰/روپئے دئے اور اس سے یہ کہا: ''تمہیں جو خاص خاص چیزیں خریدنی ہے وہ اس سے خریدلو۔'' آپ نے جو اپنے دونوں بچوں کے ساتھ دو الگ الگ معاملہ کیا کیا یہ ناانصافی پر مبنی ہے؟

وراثت کے بارے میں اسلام کا موقف یہی ہے۔ ایک والد کے مرنے کے بعد اس کی بیوی کو سنبھالنے کی ذمہ داری اس کے بیٹے پر ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سارے بچوں کو کھلانے پلانے، تعلیم، علاج، معالجہ کی ذمہ داریاں بھی اسی بیٹے پر عائد ہوتی ہیں۔ اسی لئے وراثت میں اسے زیادہ حصہ دیا جاتا ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۶۲): مسلمان اگر دعوتی کام کریں گے تو ان کو حکومت کی طرف سے کیا کیا رکاوٹیں آئیں گی؟

جواب: اگر ہم دعوتی کام کریں گے تو حکومتِ ہند کی طرف سے کوئی بھی رکاوٹ آنے والی نہیں

ہے کیونکہ دستورِ ہند میں دفعہ **۲۵**/ کے تحت ہر بھارتی کو تین حقوق حاصل ہیں۔

(۱) ہر بھارتی اپنے پسند کا مذہب اختیار کرسکتا ہے۔

(۲) اس مذہب پر عمل کرسکتا ہے۔

(۳) اس مذہب کی نشرواشاعت بھی کرسکتا ہے۔

یہ ہمارے بنیادی حقوق میں سے ایک ہے۔ اگر آپ کو میری بات پر کسی طرح کا شک وشبہ اور تردد ہو تو آپ کسی وکیل سے دریافت کرسکتے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۶۳): کارِ دعوت میں دوسروں کی مذہبی کتابوں سے تعاون لینا مناسب ہے یا نہیں؟

جواب: آپ ﷺ کے زمانہ میں تورات وانجیل موجود تھے اور اس وقت کی انجیل آج کی انجیل سے کافی بہتر حالت میں تھی۔ ۱۴۰۰/ چودہ سوسال کے اندر عیسائیوں نے انجیل میں کافی ترمیم کردی ہے، اتنی بہتر حالت میں انجیل کے ہوتے ہوئے بھی آپ ﷺ نے اس کو استعمال نہیں فرمایا۔ بلکہ آپ ﷺ کی دعوت صرف قرآنی دعوت تھی۔

جہاں تک یہ مسئلہ ہے کہ انجیل جیسی آسمانی کتاب کا استعمال ہمارے لئے کہاں تک درست ہے؟ تو اس سلسلے میں علماء امت نے قرآن کی طرح دوسری کتابوں کی اجازت نہیں دی ہے بلکہ صرف اتنی اجازت ہے کہ جب دوسروں سے مناظرہ ہو رہا ہو تو صرف اس کو بتانے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی بھی جب انجیل کا ورقہ پڑھنے لگے تو آپ ﷺ سخت ناراض ہوگئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فوراً اسے پڑھنا چھوڑ دیا۔

جب عمرؓ جیسے مضبوط ایمان والے کے لئے اجازت نہ تھی تو آج اس امت کے کمزور ایمان والوں کے لئے کیوں کر اجازت ہوسکتی ہے؟ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۶۴): عیسائی مشنریوں کے خلاف علماء کا کیا ردِعمل ہونا چاہیے؟

جواب: دنیا کی ساری تہذیب وتمدن پر ریسرچ تحقیق کرنے والے ماہرین نے ایک اہم بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ ایک تہذیب کی دو حالتیں ہوتی ہیں:

(۱) زوال کی حالت۔

(۲) ارتقاء کی حالت۔

ایک تہذیب جب تک اپنی تہذیب کی طرف دعوت دیتی رہتی ہے اس وقت تک وہ تہذیب ارتقائی حالت میں رہتی ہے لیکن جیسے ہی اس کی طرف دعوت دینا چھوڑ دیتی ہے تو اسی وقت سے اسکا زوال شروع ہوجاتا ہے۔

مولانا الیاسؒ، بانی تبلیغی جماعت نے فرمایا: ''آپ لوگ جب داعی نہیں رہیں گے تو اس وقت سے آپ کسی کے مدعو بن جائیں گے۔'' آپ جیسے نوجوان علماء سے میرا یہ کہنا ہے کہ آپ لوگ عیسائی مشنریوں کو دعوت دیں۔ مسلم امت ہمیشہ سے دفاع کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ انگریزی میں ایک مقولہ ہے: **"Offence is the best defence"** یعنی ''اقدام کرنا بہترین دفاع ہے۔'' **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۶۵): ایک مشرک کو دعوت دینے سے وہ سختی سے پیش آتا ہے بتایئے ہم کیا کریں؟

جواب: سختی سے پیش آنے والا اس کا شیطان ہے تو ایسی حالت میں اس کی طرف رخ کرکے آیت الکرسی پڑھیں اس سے انشاءاللہ اس کا شیطان بھاگ جائے گا۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۶۶): آپ کیرالہ کے آدمی ہوتے ہوئے کیرالہ کو چھوڑ کر دوسری ریاستوں کو ترجیح دے رہے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟

جواب: غیر مسلموں میں دعوت کی طرف کیرالہ کے مسلمانوں کے متوجہ نہ ہونے کی وجہ سے میں کافی حیران وپریشان ہوا۔ اس کے بعد میں نے امام شافعیؒ کی **''دیوانِ شافعی''** نامی کتاب میں ایک شعر پڑھا تو میں نے کیرالہ کو خیرباد کہہ دیا وہ شعر یہ ہے۔ ؎

ستانے والی بستی سے جدا ہو جاؤ
رشتہ داروں کی جدائی سے غم نہ کرو

کچا عنبر اپنی جگہ فضلہ کی حیثیت میں رہتا ہے
جگہ تبدیل کرنے سے وہ سر پر اٹھا لیا جاتا ہے

(دیوانِ شافعی) **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۶۷): ایک مشرک کے سامنے اسلام کا تعارف کیسے کرائیں؟

جواب: اگر کسی شخص کو دعوت سے دلچسپی ہے تو وہ دعوت کے دس ۱۰؍ دن کے کیمپ میں شریک ہو جائے اس سوال کا جواب اسے خود بخود مل جائے گا۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۶۸): دعوت کے لئے عام اجتماعات مفید ہیں یا انفرادی ملاقاتیں؟

جواب: دونوں کیلئے سنت سے دلیل موجود ہے۔ آپ ﷺ نے ابتداء میں انفرادی دعوت دی، پھر اس کے نتیجے میں کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر آپ ﷺ نے صفاء کی پہاڑی سے سارے قریش کو اسلام کی دعوت دی، اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوا، اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوت طعام دے کر انہیں اسلام کی دعوت دی۔ اس کا بھی کوئی خاص نتیجہ نہ نکل سکا، پھر آپ ﷺ نے مکہ کے ۱۳؍ سال میں اجتماعی دعوت پر انفرادی دعوت کو ترجیح دی۔ آپ ﷺ نے جس طریقہ کو مسلسل اپنایا ہے وہ انفرادی دعوت ہے۔

دعوتی جذبہ رکھنے والے کچھ نوجوان مدراس سے بنگلور کے ایک پروگرام میں آئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کچھ نصیحتیں کرنے کی درخواست کی۔ میری نصیحت درج ذیل ہے:

(۱) آپ لوگ اپنے تعلق باللہ کو مضبوط کریں۔

(۲) عقیدۂ آخرت کو یقین کے درجہ پر بلند کریں۔

(۳) امت کی اہم ذمہ داری ''دعوت'' کو انجام دیں۔

(۴) اپنی قوّت (محنت، مال اور وقت وغیرہ) کو صحیح استعمال کریں۔

(۵) دنیا سے زیادہ آخرت کی محبت کو اپنے اندر بڑھاتے رہیں۔

(۶) اللہ ورسول کے لئے ہر مصیبت، تکلیف اور پریشانی کو خوشی سے قبول کریں۔

(۷) آپ ﷺ کی امت کے ہر فرد کو محبت سے دیکھیں۔

(۸) اپنے ملک کی عوام کو اپنا خونی بھائی سمجھ کر ان سے محبت کریں۔

(۹) امت کے فقیر، غریب، یتیم، مسکین، بیواؤں کے لئے محنت کریں۔

(۱۰) کسی مسلمان سے مخالفت نہ کریں۔

(۱۱) ہمیشہ اللہ کے ذکر کا اہتمام کریں۔

یہ نصیحتیں مختصر ہیں۔ ان پر عمل کرتے رہیے۔ انشاء اللہ آپ کو دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل ہوگی۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال (۱۶۹): بعض حضرات کہتے ہیں کہ دعوتی مصلحت کے پیش نظر غیر مسلموں کی تہذیب میں سے کوئی چیز اختیار کی جاسکتی ہے، تو کیا یہ درست ہے؟ ان کے دیوی دیوتاؤں وغیرہ کو کس حد تک احترام و تقدس کا مقام دیا جاسکتا ہے؟ یہ کہتے ہوئے کہ ہم ۹۹ فیصد اپنے مذہب پر عمل کرتے ہوئے عارضی طور پر ایک بڑے مقصد کی خاطر مدعو کے مذہب کے نظریہ کو تسلیم کرلیں تو کیا حرج ہے؟

جواب: مدعو کے ساتھ انسانی تعلقات کو بڑھانے اور مضبوط کرنے کے سلسلے میں اسلام ترغیب دلاتا ہے، یعنی ایک غیر مسلم کو کھلانا، پلانا، مصیبتوں میں کام آنا، بیماروں کا علاج کرانا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جہاں تک اسلام کی کسی بھی چیز میں مصالحت کا سوال ہے تو اس

بات کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ اسلامی عقیدہ اور دیگر عقائد بالکل متضاد ہیں۔ ہزار میں سے ایک فیصد بھی اس میں مفاہمت کی شریعت اجازت نہیں دیتی ہے۔کیونکہ دونوں عقیدوں میں پانی اور آگ کی طرح تضاد ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۷۰)﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاس ﴾(۲:۱۸۵)
﴿الم ☆ذَلِكَ الْكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴾(۲:۲) مندرجہ بالا آیتوں میں ''هُدًى لِّلنَّاس ''اور'' هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ''کے الفاظ باہم متضاد نظر آ رہے ہیں۔ان کے تضاد کو کیسے ختم کریں؟

جواب: ایک غیر مسلم کے اسلام قبول کرنے کے بعد اس پر نماز فرض ہو جاتی ہے۔ پہلے وہ سورۃ فاتحہ کو سیکھ کر نماز میں اسکو ادا کرتا ہے۔اس میں وہ اللہ سے سب سے اہم مطالبہ کرتا ہے:﴿اهدِنَــا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ ﴾یعنی اے اللہ مجھے سیدھے راستے پر زندگی گذارنے کی توفیق دے۔اس کی اس مخلصانہ دعا کا جواب اللہ سورۃ بقرہ میں ایسے بتاتا ہے کہ:﴿ذَلِكَ الْكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴾(۲:۲)۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو متقی بن گیا تو تجھے اس کتاب کے ذریعہ سیدھا راستہ سمجھ میں آئے گا مذکورہ دونوں آیتوں میں جو ''ہدیٰ'' کا جولفظ استعمال کیا گیا ہے۔وہ مسلمان سے تعلق رکھتا ہے۔

لفظ''ہدیٰ'' کے مختلف معانی ہیں، غیر انسان کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کیا گیا۔یعنی اللہ کی ساری مخلوقات کے بارے میں اسطرح استعمال کیا ہے :
﴿الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوَّی ☆وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدَی ﴾(۸۷:۲۔۳)۔
''قَدَّرَ فَهَدَى ''میں لفظ''هَدَى ''سب کے لئے ہے۔مثلاً: بکری کا بچہ پیدا ہوتے ہی وہ اپنی ماں کے تھنوں سے دودھ پینے لگتا ہے۔اس کو اس بات

کی ہدایت اللہ تعالیٰ نے دی۔ایسے ہی ساری مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہدایت عام ہے۔

آپ ﷺ کے زمانے میں مکمل جاہلیت تھی۔اللہ نے ایک رمضان میں قرآن نازل فرمایا۔اس آیت میں یہ بتایا گیا:﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاس ﴾(۲:۱۸۵)۔

یہاں **ھدیٰ** کا مطلب یہ ہے کہ جاہلیت میں ڈوبے ہوئے انسانوں کے لئے ایمان کی ہدایت اس (قرآن) میں موجود ہے۔لہٰذا دونوں آیتوں میں تضاد نہیں بلکہ دونوں الفاظ الگ الگ افراد کے لئے ہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

سوال(۱۷۱): آپ نے بتایا کہ یہاں کے مشرک ہمارے رشتہ دار ہیں جبکہ مسئلہ یہ ہے کہ کتابیہ اور مسلمان کے علاوہ کسی سے شادی کرنا جائز نہیں ہے تو وہ کیسے ہمارے رشتہ دار ہوئے جن سے شادی ہی ناجائز ہے؟

جواب: آپ نے میری بات کو ایک معنیٰ میں لیا ہے۔جبکہ اس کے اور بھی معنی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً: آپ کی بستی سے آج ایک ہندو مسلمان ہو گیا۔اس نے اپنا نام محمد رکھ لیا اور اس سے ملنے کیلئے اس کے خاندان والے آئے۔تو ایسی صورت میں محمد ہم سے آنے والوں کے بارے میں اس طرح تعارف کرائے گا کہ یہ سب میرے رشتہ دار ہیں۔اس کی بات جتنی صحیح ہے اتنا ہی ہمارا کہنا بھی صحیح ہے۔ہم میں سے ہر ایک نے اس ملک کی آبادی ہی میں سے اسلام قبول کیا ہے۔اس لئے وہ سارے کے سارے لوگ ہمارے رشتہ دار ہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

الحمد اللہ!

☆